عالمِ ربّانی کسے کہتے ہیں

اور

فضلاء کی خدمت میں

حضرت اقدس مولانا

محمد سلیم دھورات صاحب

دامت برکاتہم

بانی وشیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے

at-tazkiyah

PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK

e-mail: publications@at-tazkiyah.com

www.at-tazkiyah.com

.... تفصیلات ....

کتاب کا نام	:	عالمِ رَبّانی کسے کہتے ہیں اور فضلاء کی خدمت میں
صاحبِ وعظ	:	حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	:	جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ - مئی ۲۰۰۹ء اور شوال ۱۴۲۹ھ - اکتوبر ۲۰۰۸ء
مقامِ وعظ	:	دار العلوم بولٹن اور اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے
تقریب	:	فضلاء کا اجتماع
تاریخ اشاعت	:	رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ - جون ۲۰۱۵ء
ناشر	:	دار التزکیہ، لیسٹر، یو کے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

.... ملنے کے پتے ....

Europe:

Islāmic Da'wah Academy, 120 Melbourne Road, Leicester. LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440 e: info@idauk.org

Al-Hudā Academy (Former Lilian Hamer House), Deane Road, Bolton. BL3 5NR. UK.
t: +44 (0)1204 656100 e: info@alhuda-academy.org.uk

At Taqwā Academy, 104 - 106 Ley Street, Ilford. IG1 4BX. UK.
t: +44 (0)20 3603 8464 e: info@attaqwa.org

Africa:

Al Falāh Academy, PO Box 31172, Lusaka, Zambia.
t: +26 0979236673 e: info@alfalah-academy.org

Caribbean/N. America:

Islāmic Academy of Barbados, PO Box 830E, St. Michael, Barbados.
t: +1 2464356563 e: info@iabds.org

فہرست

عالمِ ربّانی کسے کہتے ہیں

تقریظ: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ۷
تقریظ: حضرت مولانا عبداللہ کاپودروی صاحب دامت برکاتہم ۸
تقریظ: حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم ۱۰
مکتوبِ گرامی: حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم ۱۱
مکتوبِ گرامی: حضرت مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب دامت برکاتہم ۱۳
عالمِ ربّانی کسے کہتے ہیں ۱۵
فقیہ فی الدّین کی فضیلت ۱۶
اپنی مادرِ علمی سے وابستگی ۱۷
فیصلہ کر کے اٹھو ۱۸
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ ۱۹
عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں ۲۰
علماءِ سوء کی کثرت ۲۰
وارثینِ انبیاء قوم کے ہمدرد ہوتے ہیں ۲۲
فقیہ فی الدّین کسے کہتے ہیں؟ ۲۳
فقیہ فی الدّین کی پہلی علامت ۲۴
فقیہ فی الدّین کی دوسری علامت ۲۴
علم عمل کے لئے پڑھا جاتا ہے ۲۵
نوافل کی اہمیت ۲۶

مستحب کام کرنے کے لئے ہوتا ہے.. ۲۶
اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ۲۷
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فکرِ آخرت ۲۸
عشقِ الٰہی اور فنائیت ۳۰
فقیہ فی الدّین کی تیسری علامت ۳۲
طلبِ علم کی لذت.. ۳۲
علّامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی ذوق ۳۴
طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟ ۳۶
مستحب کرنے کے لئے اور مکروہ بچنے کے لئے ۳۷
اکابر اور اتباعِ سنّت.. ۳۷
حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور عالمگیر کا خواب ۳۸
حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کڑھن ۴۰
اپنے آپ کو بزرگوں سے وابستہ کیجئے ۴۱
دین کا پہرہ دار صرف عالمِ ربّانی ۴۱
ایک بہت ضروری بات ۴۲
احساسِ کمتری سے بچو.. ۴۳
دین کی خدمت کا واحد طریقہ ۴۴
علم صرف علمِ نبوت ہے.. ۴۴
ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخاست ہوئی ۴۶

فضلاء کی خدمت میں

فضلاء کی خدمت میں ۴۹
عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں ۵۰
انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث ۵۰
علماء: اُمت کے نگراں ۵۱
اپنی حیثیت کو پہچانو ۵۳
خیار العلماء ۵۳
بڑی لجاجت سے درخواست ۵۴
میرے پیارو! اپنی قدر پہچانو ۵۵
دین کے ذریعہ دنیا ۵۵
لائحہ عمل ۵۶
اندیشہ ۵۷
وظائفِ نبوّت لے کر اٹھو ۵۷

علماءِ کرام کے لئے کچھ کارآمد باتیں

علماءِ کرام کے لئے کچھ کارآمد باتیں ۵۹
علم کا خلاصہ ۶۰
تین نصیحتیں ۶۰
عالمِ کامل کی تین پہچان ۶۰
جھک بازی سے پرہیز ۶۱

جاہل کی تین علامتیں ٦١
حبِّ جاہ کی نحوست ٦١
دو طبقوں پر اصلاح کا مدار ٦٢
عالمانہ وقار کی اہمیت ٦٣
گناہ: موجبِ نسیان ٦٣
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی علماء کو نصیحت ٦٤
عمل کے بغیر وعظ مؤثر نہیں ٦٤
از دل خیزد، بر دل ریزد ٦٥
عالم کے لئے عمل لازم ہے ٦٥
دنیادار عالم سے اُمت کو نفع نہیں ہوتا ٦٥
عارف باللہ شخص کی طرف دل کھینچے چلے جاتے ہیں ٦٥
فتوی میں جلد بازی کم علمی کی دلیل ہے ٦٦
ہر مسئلہ کا جواب دینے میں نہ پڑیں ٦٦
مسلسل مطالعہ سے حافظہ تیز ہوتا ہے ٦٧

علماء اور طلباء کو ایک مختصر، مگر اہم پیغام

علماء اور طلباء کو ایک مختصر، مگر اہم پیغام ٦٩
اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا چاہتا ہوں ٧٠
ہمارے اکابر کے مزاج اور مذاق کو اپنے اندر جذب کرنے کی ضرورت ہے ٧٠
ان اکابر کی تعلیمات میں بڑی تاثیر اور بڑا نور ہے ٧١
بزرگانِ دیوبند کے حالات، مقالات اور ملفوظات سے دامن جوڑے رکھو ٧١
علم کے نور کے حصول اور زمانے کے فتنوں سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ٧٢

تقریظ

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث ونائب رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی، پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، أَمَّا بَعْدُ:

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم، جو برطانیہ میں علم و دین کی ترویج اور نوجوانوں میں دعوتی اور اصلاحی کام کے ذریعہ ماشاء اللہ گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں، انہوں نے اپنا ایک خطاب ''عالمِ ربّانی کسے کہتے ہیں'' بندے کو ارسال فرمایا جو انہوں نے دارالعلوم بولٹن میں علماء کے ایک مجمع میں کیا تھا۔ یہ خطاب نہایت قیمتی نصیحتوں پر مشتمل ہے جس سے بندے نے استفادہ کیا، اور بندے کو بھی اس سے فائدہ پہنچا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین ثم آمین۔ اسی کے ساتھ ''فضلاء کی خدمت میں'' کے عنوان سے ان کی وہ نصائح بھی نظر سے گزریں جو انہوں نے اپنے یہاں سے درسِ نظامی کی تکمیل کرنے والے طلبہ کو کی تھیں۔ یہ دونوں قسم کی نصیحتیں ہم طالبِ علموں کے لئے مشعلِ راہ ہیں، اور ان کا استحضار اپنی اصلاح کے لئے سودمند، فَجَزَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْراً۔

بندہ (حضرت مفتی) محمد تقی عثمانی (صاحب دامت برکاتہم)

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

تقریظ

حضرت مولانا عبداللہ کاپودروی صاحب دامت برکاتہم

رئیس دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، گجرات، انڈیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، أَمَّا بَعْدُ:

اس دور میں بفضلہٖ تعالیٰ دینی مکاتیب اور اسلامی مدارس کی جو کثرت نظر آتی ہے وہ سابقہ زمانے کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے، ہر طرف جامعات، دارالعلوم تعمیر ہو رہے ہیں، کمیت کے اس اضافہ کے باوجود کیفیت میں کمی اور علمی ذوق اور عمل میں پختگی کا فقدان بھی نظر آرہا ہے۔

جو علم خالص اللہ تعالیٰ کی معرفت اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پہچان کے لئے سیکھا جاتا تھا وہ اکتسابِ زر کا وسیلہ بن چکا ہے۔ طلباءِ مدارس اپنے مقاصد سے غافل ہو کر ایسے امور میں مشغول ہوتے جارہے ہیں جو علماءِ ربّانی کی شان اور ان کے عظیم مرتبہ کے منافی ہوتے ہیں۔

مادّہ پرستی اور جاہ طلبی کی صرصر اِن دینی اداروں میں اب چلنے لگی ہے۔ جس کے نتیجے میں علماء کا وقار مجروح ہو رہا ہے اور عوام میں بدظنی پھیلتی جارہی ہے۔ جن علماءِ کرام کو بنیانِ مرصوص بن کر باطل کے مقابلہ کے لئے متحد ہونا چاہئے تھا وہ خود آپس میں دست و گریباں ہونے میں مصروف ہیں، إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ایک دوسرے کا اکرام اور پردہ پوشی کے بجائے اہانت اور دوسروں کی غلطیوں کو اچھالنے میں مشغول ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان فتنوں سے محفوظ رکھے۔

ان افسوس ناک حالات میں شدید ضرورت ہے کہ طلباءِ مدارس کو ان کے اصلی مقام و مقصد

سے آگاہ کیا جائے، ان میں نفس پرستی اور دنیا طلبی کے بجائے خدا پرستی اور آخرت طلبی کا رجحان مضبوط کیا جائے۔

زیرِ نظر رسالہ میں حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب زید فضلہ، بانی و شیخ الحدیث، جامعہ ریاض العلوم، لیسٹر، یوکے، کی ایک اہم اور قیمتی تقریر طبع ہوئی ہے جو موصوف نے پورے سوزِ جگر سے دارالعلوم بولٹن کے فضلاء کے سامنے کی ہے اور جیسا کہ کہا گیا ہے۔

ہرچہ از دل خیزد بر دل ریزد

مولانا مدّ ظلہ کی یہ تقریر ہر مدرسہ کے طلباء میں تقسیم کرنے کے قابل ہے، تا کہ طلبہ عزیز ہمارے اسلاف کے ذوقِ علم، ذوقِ عبادت اور بلند اخلاق سے متصف ہو کر روشنی کا مینار ثابت ہوں اور یہ اوصاف تزکیۂ نفس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے، اور یہ تزکیہ کسی صاحبِ دل سے وابستہ ہوئے بغیر عادۃً مشکل سے حاصل ہوتا ہے، حکیمِ مشرق علامہ اقبال نے کہا ہے:

پیرِ رومی را رفیقِ راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا خَیْراً مِّنَ الْأُوْلیٰ.

آمِیْنَ، یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

والسلام

احقر (حضرت مولانا) عبداللہ کاپودروی (صاحب دامت برکاتہم)
مقیم حال ٹورنٹو، کنیڈا

۱۷ جمادی الاولی ۱۴۳۲ھ، ۲۸ اپریل ۲۰۱۱ء

تقریظ

حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم

صدر مفتی وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات، انڈیا

بِاسۡمِہٖ تَعَالٰی

محب مکرّم ومحترم حضرت مولانا محمد سلیم صاحب مدت فیوضہم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اس سفر میں لیسٹر کی حاضری پر آپ نے دو کتابچے ''عالمِ رَبّانی کسے کہتے ہیں'' اور ''فضلاء کی خدمت میں'' عنایت فرمائے، ڈیوزبری سے لندن جاتے ہوئے دونوں کا بالاستیعاب مطالعہ کیا، ماشاءاللہ آپ نے حضرات فضلاء کو جن امور کی طرف توجہ دلائی ہے وہ نہایت اہم ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ علماء کی نئی نسل میں علمی ذوق، اپنی اصلاح کی فکر اور اپنے اسلاف واکابر سے وابستگی میں کمی کا جو احساس آپ شدت سے فرمارہے ہیں بالکل بجا ہے، آپ نے مرض کی صحیح تشخیص فرماکر جو علاج تجویز فرمایا ہے اس کو پوری قوت ویقین کے ساتھ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلِ دردمند کے ساتھ زبانِ ہوش مند عطا فرمائی ہے جن کے ذریعہ آپ نئی نسل کی رہنمائی کا فریضہ نہایت عمدگی اور سلیقہ سے انجام دے رہے ہیں، یہ دونوں خطاب اس کا بیّن ثبوت ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے علوم وفیوض سے اُمتِ مسلمہ کو بیش از بیش فیض یاب فرمائے، گاڑی میں بیٹھ کر یہ چند سطور اس خیال سے لکھ دی ہیں کہ معلوم نہیں بعد میں موقع ملے یا نہ ملے، آپ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔

فقط

کتبہ: (حضرت مفتی) احمد خانپوری (صاحب دامت برکاتہم)

۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

مکتوبِ گرامی

حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مفتیٔ اعظم پاکستان وصدر مفتی دارالعلوم کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عزیز محترم جناب مولانا محمد سلیم دھورات صاحب حَفِظَهُ اللّٰهُ وَرَعَاهُ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ، عاجلہ، مستمرہ عطا فرمائے اور دین کی جو عظیم خدمات اللہ تعالیٰ آپ سے لے رہے ہیں وہ عافیت کے ساتھ آپ کے ذریعہ جاری رہیں۔

پرسوں آپ کا محبت نامہ بذریعہ فیکس مل کر نظر نواز ہوا، جس سے یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ ’’اسلامک دعوہ اکیڈمی‘‘ کی سالانہ ’’مؤتمر الشبان‘‘ جس کا سلسلہ ماشاء اللہ تعالیٰ اٹھارہ سال سے جاری ہے، اس سال اس کا اجلاس ۱۱ مارچ ۲۰۱۲ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ دل کی گہرائی سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو بھی عافیت کے ساتھ اور تیز گام ترقیوں کے ساتھ جاری رکھے، آمین۔

نیز یہ معلوم ہو کر بھی مسرّت ہوئی کہ مستورات کے لئے بھی یہ مفید سلسلہ چودہ سال سے جاری ہے۔ ان دونوں سلسلوں کے لئے دل کی گہرائی سے کامیابی اور آسانی کی دعا کر رہا ہوں۔

اس محبت نامہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ پچھلی مرتبہ برطانیہ میں اپنی آمد کے موقع پر آپ کی طرف سے آپ کا ایک مطبوعہ بیان جو ’’عالمِ رَبّانی کسے کہتے ہیں‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا ہے، مجھے وصول ہوا تھا، اور ساتھ ہی ایک دوسرا بیان بنام ’’فضلاء کی خدمت میں‘‘ بھی ملا تھا، اس وقت سے دل چاہتا رہا کہ ان دونوں بیانات کو پڑھ کر ان کے بارے میں کچھ لکھوں، آپ کی طرف سے بھی اس خواہش کا اظہار ہوا تھا، لیکن زندگی ہجومِ مشاغل کے سیلاب میں اس طرح

گزر رہی ہے کہ بہت سے کام دن رات کی محنت کے باوجود اور پوری خواہش کے باوجود شروع تک کرنے کی مہلت نہیں ملتی۔

آج جب آپ کے خط کا جواب لکھنا چاہا تو بے ساختہ ان دونوں رسالوں کو اٹھایا جو مہلت اور فرصت کے انتظار میں میری لکھنے کی میز پر اسی وقت سے رکھے تھے۔ اور الحمدللہ آج گاڑی کے ایک مختصر سفر کے دوران ان دونوں رسالوں کے مطالعہ کا موقع مل گیا، اور پڑھ کر خوشی ہوئی۔

آپ نے بزرگانِ دین کے حوالے سے جس دل سوزی کے ساتھ ''اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ'' پر عمل کیا ہے، اور آیات واحادیث اور بزرگانِ دین کے حکیمانہ اقوال نقل کر کے فارغ التحصیل علماء اور زیرِ تعلیم طلبہ کو جو قیمتی راہِ عمل دکھائی ہے، امید ہے کہ اس سے سامعین نے خوب استفادہ کیا ہوگا، مجھے بھی ان کے مطالعہ سے بحمداللہ فائدہ محسوس ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے، اور آپ کے علم وعمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے، اور ان دونوں رسالوں اور آپ کے دوسرے بیانات کو اُمت کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع بنا کر شرفِ قبولیت سے نوازے۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

(حضرت مفتی) محمد رفیع عثمانی (صاحب دامت برکاتہم)

رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

مکتوبِ گرامی

حضرت مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب دامت برکاتہم

مفتی واستاذِ حدیث مدرسہ شاہی مرادآباد، یوپی، انڈیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محب مکرّم محترم المقام حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب زید مجدکم السامی ومدّظلّکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ہے کہ مزاجِ عالی بعافیت ہوں گے، والا نامہ باعثِ سرفرازی ہوا، آں جناب نے اس ناکارہ کے ساتھ انتہائی حسنِ ظن کا معاملہ فرماتے ہوئے اپنے طبع شدہ قیمتی خطاب پر کچھ قلم اٹھانے کا حکم دیا ہے، جو بظاہر بالکل بے جوڑ بات ہے؛ کیوں کہ کہاں آپ جیسا پیکرِ اخلاص بافیض عالمِ دین، جس نے کفرستان میں دین کی شمعیں روشن کرکے سلفِ صالحین کی یاد تازہ کر رکھی ہے، اور کہاں مجھ جیسا سیہ کار اور غفلت شعار شخص، جو قول وعمل میں تضاد روی اور ظاہر وباطن میں عدمِ توافق کا شکار ہے؟ البتہ اتنا ضرور عرض ہے کہ حضرت والا کا یہ خطاب ہم جیسوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلانے اور ہمارے مردہ ضمیر کو جھنجوڑنے کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے، اور فاضل خطیب نے اپنے مخاطب حاضرین وقارئین کے سامنے جس سوز دروں کا اظہار فرمایا ہے وہ نہایت مؤثر اور قابل قدر ہے۔

احقر نے کئی سال قبل علامہ ابن عبدالبر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب سے تلخیص کرکے علم اور علماء کے متعلق کچھ باتیں جمع کرکے شائع کی تھیں، انہیں اس عریضہ کے ساتھ ارسال کرتا ہوں، وہ سب یا ان میں سے منتخب چیزیں اگر اس رسالے میں شامل کردیں تو مناسب ہوگا۔[1]

---

[1] نہایت قیمتی اور مفید باتیں ہیں، ضرور مطالعہ کریں، صفحہ ۵۹ پر ملاحظہ ہو۔

اخیر میں آں جناب کے حسنِ ظن پر شکریہ ادا کرتے ہوئے عاجزی کے ساتھ دعاؤں میں شامل کرنے کی گذارش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آں جناب کو بھی ہر قسم کی صحت وعافیت کے ساتھ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھیں، اور آں جناب کے فیوضِ عالیہ سے اُمت کو مستفیض فرماتے رہیں، آمین۔

فقط والسلام

احقر (حضرت مفتی) محمد سلمان منصور پوری (صاحب دامت برکاتہم)

مدرسہ شاہی مراد آباد

۲۳/۵/۱۴۳۳ھ

كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ

اللہ والے بن جاؤ، کیونکہ تم جو کتاب پڑھاتے رہے ہو اور جو کچھ پڑھتے رہے ہو، اس کا یہی نتیجہ ہونا چاہئے۔ (اٰل عمران: ۷۹)

عالمِ ربّانی کسے کہتے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى،وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ،وَعَلٰى آلِهِ الْأَصْفِيَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأَتْقِيَاءِ،أَمَّا بَعْدُ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ،[1] وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ.[2]

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ،وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ،وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ،اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا.إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ،يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا،اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ.

دار العلوم بولٹن کے مکرّم فضلاء اور عزیز طلبہ!

اس مجلس میں آپ حضرات کے درجہ عُلیا کے اساتذۂ کرام تشریف فرما ہیں، اسی طرح جنوبی افریقہ سے تشریف لائے ہوئے مہمان، ہمارے بزرگ حضرت مولانا عبد الحمید صاحب دامت برکاتہم اور دار العلوم لیسٹر کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا ایوب صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف فرما ہیں، ان حضراتِ اکابر کی موجودگی میں میرے جیسے طالبِ علم کا گفتگو کرنا ایک جسارت ہی ہے، حق تعالیٰ شانہ ان حضرات کی توجہات اور ان کے وجود کی

---

[1] سنن الترمذی،أبواب العلم،بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الفِقْهِ عَلَى الْعِبَادَةِ،ح(۲۶۸۲)

[2] صحيح البخاري،كتاب العلم،بابُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ،ح(۷۱)

برکت سے مجھے وہ باتیں کہنے کی توفیق عطا فرمائیں جو سب سے پہلے میرے لئے نافع بنیں اور اس کے بعد آپ سب دوستوں کے لئے نافع بنیں۔ (آمین)

فقیہ فی الدّین کی فضیلت

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ [1]

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیرِ عظیم کا ارادہ فرماتے ہیں اسے فقیہ فی الدّین بناتے ہیں۔

اس حدیث میں ''خَيْرًا'' کی تنوین میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ یہ تعمیم کے لئے ہے اور دوسرا یہ کہ یہ تعظیم کے لئے ہے،[2] اب مطلب یہ ہوگا کہ جس کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ ہر قسم کی خیر کا ارادہ فرماتے ہیں یا جس کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ بڑی خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، جسے حق تعالیٰ شانہ خیرِ کثیر یا خیرِ عظیم عطا فرمانا چاہتے ہیں، اسے فقیہ فی الدّین بناتے ہیں۔

طلبہ اس حدیث سے خوب واقف ہیں اس لئے کہ ان کے سامنے جب علم اور اہلِ علم کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں، اس وقت یہ حدیث بھی بیان کی جاتی ہے، طلبہ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے عالم بناتے ہیں، اور ہم بھی چونکہ مدرسے میں چھ سال پڑھنے کے بعد عالم کی سند حاصل کرلیں گے، اس لئے اس عظیم فضیلت کے مستحق ہوجائیں گے، گویا اس حدیث کو سن کر طلبہ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب العلم، باب مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ، ح (۷۱)

[2] فتح الباری: ۱/۲۱۸

خوشی محسوس کرتے ہیں کہ اس میں ہماری فضیلت بیان ہورہی ہے،مگر یہ غور نہیں کرتے کہ اس حدیثِ پاک میں فقیہ فی الدّین کا جو ذکر آیا ہے اس کا معنی کیا ہے؟ ہمیں چاہئے کہ ہم فقیہ کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھیں اوراس کے بعد پوری کوشش کریں کہ ہم اپنے آپ کو اس مفہوم کے مطابق فقیہ بنائیں، اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق عطا فرمائیں اور آپ سب دوستوں کو بھی توفیق عطافرمائیں۔(آمین)

اپنی مادرِ علمی سے وابستگی

ماشاءاللہ! آپ کی مادرِ علمی نے آپ سب کو یاد کیا اوراس اجتماع کا اہتمام کیا، یہ بہت ہی اچھا سلسلہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مہتمم صاحب، یہاں کے منتظمین حضرات اور آپ کے اساتذہ کے دلوں میں آپ کے لئے محبت ہے، آپ حضرات کو اس کی قدر کرنی چاہئے اور محبت کا جواب محبت سے دینا چاہئے، آج جس تعلق کی تجدید ہورہی ہے، اس تعلق کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ میرے ایک بہت ہی مشفق اورمہربان بزرگ ہیں، مدرسہ صولتیہ کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا سیف الرّحمٰن صاحب دامت برکاتہم، آپ حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، ۱۹۸۲ء میں دارالعلوم بری کے چند اساتذۂ کرام کی ایک حادثہ میں شہادت ہوئی تھی، اس وقت کتابوں کی تکمیل کے لئے قطب الاقطاب، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہ نے ان کا انتخاب فرمایا تھا اور انہیں بھیجا تھا، انہوں نے تشریف لاکر حضرت مولانا ابراہیم ڈیسائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا یعقوب ڈیسائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی تکمیل کرائی تھی۔ مکّہ مکرّمہ حاضری پر حضرت سے ملاقات رہتی ہے، آپ علماء اور طلبہ کو ایک

نصیحت ضرور کرتے ہیں کہ اپنی مادرِ علمی سے جڑے رہنا، اپنی مادرِ علمی سے تعلق رکھنا، میں بھی آپ حضرات سے پوری امید رکھتا ہوں کہ اب آپ اپنی مادرِ علمی سے وابستہ رہیں گے۔

فیصلہ کر کے اٹھو

عرض یہ کررہا تھا کہ آپ حضرات کو یہاں مدعو کیا گیا اور آپ آئے، اب یہاں سے کچھ فیصلے کر کے اٹھنا چاہیئے، یہ کافی نہیں ہوگا کہ آپ آئے اور قراءت ونعت اور اکابر ومشائخ کی نصیحتیں سن کر چلے گئے۔ نہیں میرے عزیزو! ہم یہاں سے ایک نیا ولولہ لے کر جائیں گے، اور ان شاء اللہ تعالیٰ اپنی زندگی کا نیا ورق کھولیں گے، ہم غور کریں گے کہ فقیہ فی الدّین کسے کہتے ہیں اور انصاف کے ساتھ اپنا جائزہ لیں گے کہ فقیہ فی الدّین ہونے کے جو تقاضے ہیں ہم سے پورے ہورہے ہیں یا نہیں؟ جو تقاضے پورے ہورہے ہیں ان پر حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کریں گے اور جن میں کمی اور کوتاہی ہے ان کی اصلاح کی فکر کریں گے، ہم یہاں سے ایک نیا عزم لیکر اٹھیں گے اور اپنی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کرنے کی سعی کریں گے۔

میرے دوستو! ایک بات یاد رکھیں، آپ چاہیں اپنے آپ کو عالم سمجھیں نہ سمجھیں، مگر دنیا آپ کو ایک عالم کی حیثیت سے دیکھتی ہے۔ آپ کوئی اچھا عمل کریں گے، آپ کے اساتذہ کا، آپ کے بزرگوں کا، آپ کے مدرسہ کا اور آپ کی علمی برادری کا نام روشن ہوگا، اور اگر کوئی دوسری بات ہوگی تو سب کی بدنامی ہوگی چاہے آپ کا اپنے اساتذہ سے، بزرگوں سے اور مدرسے سے کسی درجے کا بھی تعلق نہ ہو، اس لئے ہماری کوشش یہی ہونی چاہئے کہ لوگ ہمیں جس حسنِ ظن کے ساتھ دیکھتے ہیں، ہم اسی طرح زندگی گزاریں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے، یہ بات تو آپ سب حضرات کو معلوم ہی ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی ہے،[۱] یہ ایک مشہور بات ہے مگر اس کا پس منظر کیا ہے؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں دو شخص آپس میں بات کر رہے تھے، جب انہوں نے امام صاحب کو دیکھا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ ابوحنیفہ ہیں جو پوری رات جاگتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

یہ بات حقیقت کے خلاف تھی، حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھنے کا معمول نہیں تھا، مگر حق تعالیٰ شانہ نے اس شخص کے دل میں یہ بات ڈال رکھی تھی، شاید اسی کے ذریعہ حق تعالیٰ شانہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس معمول پر لانے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو شرم سے پانی پانی ہو گئے اور یہ خیال آیا کہ اللہ کے بندے جب میرے بارے میں اتنا حسنِ ظن رکھتے ہیں حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں، تو مجھے اب ایسا بننے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے، فرمایا کہ سبحان اللہ! ابو یوسف دیکھ رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ہمارا ایسا ذکر پھیلا رکھا ہے، کیا یہ بات بری نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس خبر کے خلاف ہمارا عمل دیکھیں؟ خدا کی قسم! لوگ میری طرف ایسا عمل منسوب نہیں کر سکتے ہیں جسے میں نہ کرتا ہوں۔[۲] عزم کر لیا اور اس دن سے انتقال تک روزانہ امام اعظم ابوحنیفہ

---

۱ تاریخ بغداد: ۱۳/ ۳۵۴

۲ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم وأبی حنیفة النعمان،ص:۸۵

رحمۃ اللہ علیہ نے ساری رات عبادت میں گزاری۔[1]

عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں

ہمیں تو اپنے بارے میں یہ خیال بھی نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا شمار علماء میں ہے۔ میرے عزیزو! عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے، بہت بڑی بات ہے، عالم تو عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جی مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، یہ حضرات علماء بھی ہیں اور فقہاء بھی، یہ وہ حضرات ہیں جنہیں علماء، فقہاء اور وارثینِ انبیاء کا لقب زیب دیتا ہے، ہمیں تو اپنے بارے میں یہ خیال بھی نہیں آنا چاہئے کہ میں عالم ہوں، مگر حق تعالیٰ شانہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ اس نے ہماری تمام تر نااہلیت کے باوجود، لوگوں کے دلوں میں ہمارے بارے میں یہ حسنِ ظن پیدا کیا کہ ہم علماء ہیں۔ جب حق تعالیٰ شانہ نے ہمارے ساتھ یہ لطف وانعام کیا تو ہمیں بھی شرم سے پانی پانی ہوجانا چاہئے اور وہ صفات جو ایک متوسط درجے کے عالم میں ہونی چاہئے، کم از کم انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ کسی درجے میں فقیہ، عالم اور وارثِ نبی ہونے کی سعادت نصیب ہوجائے۔

علماءِ سوء کی کثرت

احادیث میں فقیہ فی الدّین کا ذکر ہے، اسی کو عالمِ ربّانی بھی کہتے ہیں اور وارثِ نبی

---

[1] تاریخ بغداد: ۱۳/ ۳۵۵

بھی، یہ ایک ہی مصداق کے الگ الگ نام ہیں، آپ حضرات جانتے ہیں کہ علماء کی دو قسمیں ہیں: علماءِ ربّانی اور علماءِ سوء، جیسے جیسے قیامت قریب آتی جائے گی علماءِ ربّانی کی قلت اور علماءِ سوء کی کثرت ہوتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ بدقسمتی سے اب ہمارے مدارس سے بھی علماءِ سوء پیدا ہونے لگے ہیں۔ معلوم ہوا کہ پہلے ہمارے مدارس سے علماءِ سوء پیدا نہیں ہوتے تھے، بلکہ علماءِ ربّانیین ہی پیدا ہوتے تھے۔ حضرت مولانا محمد یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ہیں، فرماتے تھے کہ ہم نے وہ زمانہ دیکھا جب دار العلوم دیوبند کے مہتمم سے لے کر چپراسی تک، ہر شخص صاحبِ نسبت، اللہ کا ولی ہوتا تھا۔[۱]

میرے حضرت، مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک مرتبہ میں ایئرپورٹ پر تھا، حضرت گردن جھکائے بیٹھے ہوئے تھے، میں حضرت کے ساتھ اکیلا تھا، دوسرے حضرات سامان کا وزن کرا رہے تھے، اچانک میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ مولوی صاحب! علماءِ سوء میں سے ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو، اس لئے کہ اب علماءِ سوء کی کثرت ہو رہی ہے۔

خیر القرون میں علماءِ سوء کا وجود ہی نہیں تھا، وہاں تو خشیت والے علماء تھے، تواضع والے علماء تھے، علماءِ ربّانیین تھے، فقہاء فی الدّین تھے، وارثینِ انبیاء تھے، علماءِ سوء کا وہاں تصور ہی نہیں تھا۔ نبوی زمانے سے جیسے جیسے دوری ہوتی چلی گئی علماءِ سوء کا وجود ہونے لگا اور بڑھتے

---

۱ مجالسِ مفتیٔ اعظم، ص: ۲۴۸

بڑھتے اب کثرت ہو رہی ہے، أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ۔

تو علماء کی دو قسمیں ہیں، علماءِ ربّانی اور علماءِ سوء، جو عالمِ ربّانی ہے وہی فقیہ فی الدّین اور وارثِ نبی ہے، جب اس سلسلے کے فضائل سنائے جاتے ہیں جیسے ''إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ''[1] تو ہم بہت خوش ہوتے ہیں کہ یہ ہمارے فضائل ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہم چونکہ انبیاء کے وارث ہیں اس لئے عوام کو ہمارا احترام کرنا چاہئے، اکرام کرنا چاہئے، ہماری خدمت کرنی چاہئے اور ہمارے حقوق ادا کرنے چاہئے، سوال یہ ہے کہ ہمارے ذمہ بھی عوام کے کچھ حقوق ہیں یا نہیں؟

وارثینِ انبیاء قوم کے ہمدرد ہوتے ہیں

ہم میرے بھائیو! تطفیف کے جرم میں مبتلا ہیں۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ، الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ، وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (المطففين:۱-۳)

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے کہ جب وہ لوگوں سے (اپنا حق) ناپ کر لیں تو پورا لے لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں۔

یہ بھی تطفیف ہے کہ ہم عوام سے اپنے حق کو تو پورا وصول کریں اور ان کے حق میں کوتاہی کریں، جس طرح ان کے ذمہ ہمارے کچھ حقوق ہیں، اسی طرح ہمارے ذمہ ان کے حقوق بھی ہیں، ان حقوق میں سے ان کی دینی ہمدردی بھی ہے، اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

---

[1] سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، ح(۲۶۰۶)

کیفیت کیا تھی؟

كَانَ مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ، دَائِمَ الْفِكْرَةِ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگاتار غموں والے اور دائمی فکر والے تھے۔

اگر ہم وارثینِ انبیاء ہونے کے مدّعی ہیں تو وراثت میں یہ اوصاف بھی منتقل ہونے چاہئے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگاتار غموں والے اور دائمی فکر والے تھے، کوئی نبی بھی عیش والی زندگی نہیں گزارتا تھا، تنعّم پروری والی زندگی نہیں گزارتا تھا، نبی دنیا کی طرف رغبت والی زندگی نہیں گزارتا تھا، نبی مال کمانے کے چکر میں نہیں رہتا تھا، نبی کو اچھی اچھی سواریوں کی، اچھے اچھے گھوڑوں کی، اچھے اچھے اونٹوں کی فکر نہیں تھی، نبی کو بڑے بڑے بنگلوں کی فکر نہیں تھی، نبی کو عمدہ عمدہ کپڑوں کی فکر نہیں تھی، نبی کو تو ایک ہی فکر تھی کہ اس زمین پر بسنے والا ہر انسان اللہ والا کیسے بن جائے، جنت میں جانے والا کیسے بن جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ انبیاء علیہم السلام کے سردار تھے اس لئے اس وصف میں بھی آپ دوسروں پر فائق تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ، دَائِمَ الْفِكْرَةِ'' تھے، ہر وقت سوچ، ہر وقت فکر اور ہر وقت غم کہ اللہ کے بندے جہنم سے کیسے بچ جائیں؟ ہمیں تو میرے بھائیو! اپنے بھائی، اپنی بہن، اپنی ماں اور اپنے والد کے جہنم کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر بھی دل میں بے چینی اور کڑھن محسوس نہیں ہوتی، اگر ہم حقیقی معنی میں وارثِ نبی ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ وصف بھی ہمارے اندر ہونا چاہئے۔

فقیہ فی الدّین کسے کہتے ہیں؟

عرض یہ کررہا تھا کہ ہمیں یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ فقیہ فی الدّین کسے کہتے ہیں؟

---

[1] الشمائل المحمدية، باب كيف كان كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم، ح(۲۲۳)

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

إِنَّمَا الْفَقِيْهُ: الزَّاهِدُ فِيْ الدُّنْيَا، الرَّاغِبُ فِيْ الْاٰخِرَةِ، الْبَصِيْرُ بِأَمْرِ دِيْنِهٖ، الْمُدَاوِمُ عَلٰى عِبَادَةِ رَبِّهٖ [1]

فقیہ فی الدّین کی پہلی علامت

فقیہ فی الدّین کی سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ وہ ''الزَّاهِدُ فِيْ الدُّنْيَا'' ہے، وہ دنیا کے معاملہ میں زاہد ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چونکہ فقیہ فی الدّین تھے، عالمِ ربّانی تھے، وارثِ نبی تھے اس لئے ''الزَّاهِدُ فِيْ الدُّنْيَا'' تھے، دنیا کی کوئی رغبت نہیں تھی حتیّ کہ آپ امیر المؤمنین تھے مگر کپڑوں میں پیوند ہوتے تھے۔ ہمارے اسلاف دنیا سے اتنے دور رہتے تھے کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بزرگانِ سلف کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا اس دنیا میں رہتے ہی نہیں تھے، کسی اور ہی عالَم میں رہتے تھے۔ [2]

فقیہ فی الدّین کی دوسری علامت

فقیہ فی الدّین کی دوسری علامت ''الرَّاغِبُ فِيْ الْاٰخِرَةِ'' ہے، آخرت کی طرف رغبت، یہ دو وصف فقیہ کے قلب میں ایسے رچ بس جاتے ہیں کہ ان کے آثار پھوٹ پھوٹ کر ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ اس کی صحبت میں بیٹھنے والے کو بھی آخرت کی طرف رغبت اور دنیا سے بے رغبتی محسوس ہوتی ہے، اسی لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کی مجالست کی ترغیب دی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا ''مَنْ نُجَالِسُ؟'' ہم کس کی مجالست

---

[1] مرقاۃ المفاتیح، کتاب العلم: ۱/۴۱۰

[2] مجالسِ حکیم الامت، ص: ۳۳۵

اختیار کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس شخص کے ساتھ بیٹھا کرو جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے، جس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور وہ جس کے عمل سے تمہارے دلوں میں آخرت کی رغبت بڑھے اور دنیا کی رغبت کم ہو۔[1]

اللہ تعالیٰ یہ اوصاف ہمیں بھی نصیب فرمادیں۔ (آمین)

فقیہ فی الدّین کو دنیا سے رغبت نہیں ہوتی، وہ ہر وقت آخرت کی فکر میں مشغول رہتا ہے، اس کی رغبت کا مرکز آخرت ہوتا ہے، اس کو ہر کام میں آخرت کا نفع پیشِ نظر ہوتا ہے، دو رکعت نفل پڑھلوں گا تو مجھے اتنا ثواب ملے گا، کسی کو نصیحت کروں گا تو مجھے یہ فائدہ حاصل ہوگا، کسی کو کوئی بھلی بات بتلاؤں گا تو مجھے آخرت میں نفع ہوگا، کسی کو علم سکھاؤں گا تو اللہ کا قرب نصیب ہوگا، ہر کام میں حتّٰی کہ دنیوی کاموں میں بھی مقصد آخرت کا نفع اور قربِ خداوندی ہوتا ہے، جب یہ کیفیت ہوجاتی ہے تو پھر وہ گنجائش کی تلاش میں نہیں رہتا، اس کی کوشش یہی رہتی ہے کہ رخصت کے بجائے عزیمت پر عمل ہو۔

علم عمل کے لئے پڑھا جاتا ہے

آج ہمارا حال بالکل مختلف ہے، علم عمل کے لئے پڑھا جاتا ہے مگر ہماری ایک بہت بڑی کمزوری یہ ہے کہ علم پڑھ کر ہم سہولت پسند ہوجاتے ہیں، بجائے عمل کرنے کے ہمارا علم عمل چھوڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے، معلوم ہوگیا کہ یہ عمل مستحب ہے، یہ نفل ہے، یہ سنّت ہے، یہ سنّتِ غیر مؤکدہ ہے، کیا معنی؟ اب چھٹی۔ مستحب، نفل، سنّت، یہ وہ امور ہیں جن کے ترک پر کوئی مؤاخذہ نہیں لہٰذا چھوڑدو، إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

---

[1] كنز العمال، كتاب الصحبة، باب في آداب الصحبة، ح (۲۵۵۸۳)

نوافل کی اہمیت

میرے بھائیو! یقیناً یہ اعمال ضروری نہیں، مگر ہیں کرنے کے لئے، حصولِ قربِ الٰہی میں ان کو بڑا دخل ہے، حدیثِ قدسی میں ''وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ'' میں فرض کا بیان ہے، اس کے بعد نفل کے بارے میں ارشاد ہے:

وَمَا زَالَ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ [1]

اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں اسے دے دیتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ نوافل کا بھی بڑا فائدہ ہے، اس کے اہتمام سے بندہ حق تعالیٰ شانہ کا محبوب بنتا ہے پھر اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور وہ مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔

مستحب کام کرنے کے لئے ہوتا ہے

حضرت ڈاکٹر عبد الحیؒ عارفی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی مستحب پسندیدہ عمل کو کہتے

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب التواضع، ح (٦٥٠٢)

ہیں اور پسندیدہ عمل کرنے کے لئے ہوتا ہے، چھوڑنے کے لئے نہیں۔[1]

ہمارے ذہنوں میں کیا بات پیدا ہوجاتی ہے؟ یہ فرض ہے، اسے کرنا پڑے گا، واجب ہے، اسے بھی کرنا پڑے گا، سنّتِ مؤکدہ ہے، اسے بھی کرنا پڑے گا، سنّتِ غیر مؤکدہ ہے، کوئی حرج نہیں، کیوں؟ اس لئے کہ ترک پر مؤاخذہ نہیں۔ اللہ اکبر! سنّتِ غیر مؤکدہ کی کیا تعریف ہے میرے بھائیو! سنّتِ غیر مؤکدہ وہ عمل ہے جسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی چھوڑا کرتے تھے، اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم سنّتِ غیر مؤکدہ کو کبھی کبھی پڑھ لیا کرتے ہیں، اور اگر کبھی کبھی پڑھ لینے کا معمول ہے تب بھی بسا غنیمت ہے، اب تو اس حد تک انحطاط ہے کہ سنّتِ غیر مؤکدہ کو ادا کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی، غور کرو میرے بھائیو! آپ سب میرے دوست ہیں، میں بھی آپ ہی کی طرح ایک طالبِ علم ہوں، یہ ان حضراتِ اکابر کی برکت ہے کہ میں کچھ عرض کررہا ہوں۔

اپنا جائزہ لینے کی ضرورت

ہمیں صدقِ دل سے اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، اور اسی میں ہمارا فائدہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

حَاسِبُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوْا، وَزِنُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوْا،
وَتَأَهَّبُوْا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ عَلٰى مَنْ لَا تَخْفٰى عَلَيْهِ أَعْمَالُكُمْ[2]

تم اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تم سے (قیامت کے دن) حساب لیا جائے،

---

[1] یادگار باتیں، ص: ۱۳۴

[2] تفسير إبن كثير: ۱/۲۰۵

اور اپنے اعمال کا وزن کرو اس سے پہلے کہ (میدانِ حشر میں) ان کو تولا جائے، اور سب سے بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ جو اس ذات کے سامنے ہوگی جس پر تمہارے اعمال مخفی نہیں۔

جو بھی عالمِ ربّانی ہوگا، وارث نبی ہوگا، فقیہ فی الدّین ہوگا، متقی ہوگا، ولی ہوگا اسے دنیا سے بے رغبتی ہوگی اور آخرت کی خوب رغبت ہوگی، وہ ہر وقت آخرت میں کام آنے والے اعمال میں مشغول رہے گا۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حالات جو کچھ بھی ہوں حضرت کے نظام الاوقات اور معمولات کی پابندی میں کوئی تغیر نہیں دیکھا۔ [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فکرِ آخرت

مختارات میں آپ حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں حضرت ضرار بن ضمرۃ رحمۃ اللہ علیہ کی بات پڑھی ہے، وہ فرماتے ہیں:

يَسْتَوْحِشُ مِنَ الدُّنْيَا وَزَهْرَتِهَا وَيَسْتَأْنِسُ بِاللَّيْلِ وَظُلْمَتِهٖ

آپ دنیا اور اس کی چمک دمک سے وحشت محسوس کرتے تھے اور رات اور رات کی تاریکی سے مانوس تھے۔

آپ ڈاڑھی پکڑ کر محراب میں کھڑے ہو جاتے تھے اور آپ کی کیفیت یہ ہوتی تھی:

يَتَمَلْمَلُ تَمَلْمُلَ السَّلِيْمِ، وَيَبْكِيْ بُكَاءَ الْحَزِيْنِ

آپ سانپ اور بچھو کے ڈنسے ہوئے کی طرح تلملاتے تھے اور غمزدہ کے

---

[1] تذکرۃ الخلیل، ص: ۶۳

رونے کی طرح روتے تھے۔

اور عاجزی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے:

يَا رَبَّنَا! يَا رَبَّنَا!

اے ہمارے پروردگار! اے ہمارے پروردگار!

اور دنیا سے کہتے تھے:

يَا دُنْيَا! أَبِيْ تعَرَّضْتِ، أَمْ لِيْ تَشَوَّفْتِ؟ هَيْهَاتَ! هَيْهَاتَ! غُرِّيْ غَيْرِيْ، قَدْ بَتَتُّكِ ثَلَاثًا، لَا رَجْعَةَ لِيْ فِيْكِ

اے دنیا! کیا تو میرے سامنے آتی ہے؟ کیا تو میرے لئے مزین ہوتی ہے؟ دور ہو جا! دور ہو جا! کسی اور کو دھوکہ دے! میں تو تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس کے بعد رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فَعُمْرُكِ قَصِيْرٌ، وَعَيْشُكِ حَقِيْرٌ، وَخَطْرُكِ كَبِيْرٌ، آه! آه! مِنْ قِلَّةِ الزَّادِ، وَبُعْدِ السَّفَرِ، وَوَحْشَةِ الطَّرِيْقِ [1]

تیری عمر تھوڑی ہے اور تیرا عیش بے قیمت ہے اور تیرے خطرات بڑے ہیں! ہائے! ہائے! توشہ کم ہے، اور سفر لمبا ہے، اور راستہ انجانے کا ہے۔

میرے بھائیو! ہمیں اپنے اندر اس طرح کی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے، دنیا سے بے رغبتی ہو اور آخرت کی رغبت، اور یہ چیز حاصل ہوگی حضراتِ اہل اللہ سے وابستگی اختیار کرنے سے جن کے دلوں میں دنیا کی بے رغبتی اور آخرت کی رغبت پیدا ہو چکی ہے۔

حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم ایک شعر میں ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] صفة الصفوة: ۱/ ۱۱۸

کسی اہلِ دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

میرے بھائیو! یہ جینے کا سلیقہ ہمیں بزرگوں کی صحبت ہی سے حاصل ہوگا، اکبرالہ آبادی نے کہا تھا:

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

عشقِ الٰہی اور فنائیت

آج کل اس سلسلے میں بڑی کوتاہی پائی جاتی ہے، اس کی طرف توجہ کی برکت سے عشقِ الٰہی نصیب ہوگا جس کے نتیجے میں فنائیت اور تواضع کی صفت حاصل ہوگی، اور یہ بڑی نعمتیں ہیں۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ کی دو خصوصیتیں ہیں جو انہی کا حصّہ ہیں، ایک عشقِ الٰہی اور دوسری فنائیت اور تواضع۔[1]

تُو کو اتنا مٹا کہ تُو نہ رہے
تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے
ہُو میں اتنا کمال پیدا کر
کہ ہُو تو رہے تُو نہ رہے

ہُو میں کمال پیدا کر یعنی اللہ کے تعلق میں، عشق و محبت میں اتنا کمال پیدا کر کہ اس کے بعد تجھے تیرے ہر کام میں اللہ کی قدرت ہی کارفرما نظر آئے، جب یہ کیفیت پیدا ہوجائے پھر رفعت ہی رفعت ہے۔ میرے محبوب حضرت، حاجی فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

[1] اکابر کا مقامِ تواضع، ص:۶۹

مٹانا کیا ہے؟ پانا ہے، اور پانا کیا ہے؟ مٹانا ہے۔

دوسروں کو وہی لوگ فائدہ پہنچاتے ہیں جو اپنے کو مٹاتے ہیں۔

جو عالی ظرف ہوتے ہیں، ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں
صُراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

صُراحی میں موجود پانی سے دوسروں کو اسی وقت فائدہ پہنچے گا جب وہ جھکے گی، اگر وہ جھکنے سے انکار کرے تو اس سے کوئی فیض یاب نہیں ہوسکے گا، اور کسی کی بھی پیاس نہیں بجھے گی، جب وہ جھکے گی تب پیمانہ اور جام بھرے گا، اور جب پیمانہ بھرے گا تو فیض جاری ہوگا، جو اپنے آپ کو جتنا مٹائے گا حق تعالیٰ شانہ اس کے سینے سے اتنا ہی فیض جاری فرمائیں گے۔ اور اپنے اندر تواضع ،للّٰہیت، اخلاص، خشیت وغیرہ اوصافِ حمیدہ پیدا کرنے کے لئے بزرگوں کی صحبت اختیار کرنی پڑے گی، کسی کامل سے وابستہ ہوکر اپنے آپ کو مٹانا پڑے گا، یہ دولت میرے بھائیو! بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کئے بغیر حاصل نہیں ہوتی، حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ایک شعر کہا:

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجئے مٹا دیجئے یہاں مٹنے کو آیا ہوں

بزرگوں سے وابستگی اور ان کی صحبت کے نتیجے میں ان کے اوصاف ہمارے اندر منتقل ہوتے ہیں۔ خربوزہ، خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ اس لئے بزرگوں سے وابستگی کو خوب اہمیت دینے کی ضرورت ہے۔

فقیہ فی الدّین کی تیسری علامت

فقیہ فی الدّین کا تیسرا وصف ہے ''اَلْبَصِیْرُ بِأَمْرِ دِیْنِہٖ''، اپنے دین کے امور میں بصیرت رکھتا ہے، اس کا علم ٹھوس اور پختہ ہوتا ہے، اسے معلوم ہوتا ہے کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے، جائز کیا ہے اور ناجائز کیا ہے، گنجائش کی حد کیا ہے اور عزیمت کی اہمیت کیا ہے، مجھے عوام کو کس حد تک گنجائش بتلانی ہے اور مجھے خود گنجائش پر کتنا عمل کرنا ہے۔ اس وصف کو حاصل کرنے کے لئے علمی انہماک کی ضرورت ہے، اس کے لئے مزاج کو علمی بنانا پڑے گا، مدارس کے طلبہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی خدمت میں عرض کرتا چلا جاؤں کہ اس وصف کو حاصل کرنے کے لئے پڑھنے کے زمانے میں خوب محنت کرنی ہوگی، علمِ نحو، علمِ صرف، علمِ فصاحت، علمِ بلاغت، عربی ادب، اصولِ تفسیر، اصولِ حدیث، اصولِ فقہ تمام ہی علوم وفنون میں خوب محنت کرنی پڑے گی، اتنی محنت ہو کہ آپ علوم کو پی جائیں، پھر فراغت کے بعد بھی ان علوم کے ساتھ برابر وابستگی رہے۔ آج کل عام حالت یہ ہے کہ طلبہ پڑھنے کے زمانے میں کوئی خاص محنت نہیں کرتے اور جو دو چار پڑھنے والے اور محنت کرنے والے ہوتے ہیں انہیں بھی فارغ ہونے کے بعد کتابوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہتا، جو ذوق اور شوق ہونا چاہئے وہ نظر نہیں آتا۔

طلبِ علم کی لذت

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سَھْرِیْ لِتَنْقِیْحِ الْعُلُوْمِ أَلَذُّ لِیْ
مِنْ وَصْلِ غَانِیَۃٍ وَطِیْبِ عِنَاقِ

علوم کی تنقیح اور تحقیق کے لئے میرا راتوں کو جاگنا، خوبصورت لڑکی کی ملاقات اور اس سے گلے لگنے کی مٹھاس سے بھی زیادہ لذیذ ہے۔

وَتَمَايُلِيْ طَرَبًا لِحَلِّ عَوِيْصَةٍ
أَشْهٰى وَأَحْلٰى مِنْ مُدَامَةِ سَاقِ

اور میرا جھومنا کسی مشکل مقام کو حل کرنے کے نتیجے میں شراب پلانے والے کے جام سے بھی زیادہ مزیدار اور میٹھا ہے۔

وَصَرِيْرُ أَقْلَامِيْ عَلٰى أَوْرَاقِهَا
أَحْلٰى مِنَ الدُّوْكَاهِ وَالْعُشَّاقِ

کاغذ پر لکھتے وقت میرے قلم کے چلنے کی آواز دُوْكَاه اور عُشَّاق نغموں سے بھی زیادہ شیریں ہے۔

وَأَلَذُّ مِنْ نَقْرِ الْفَتَاةِ لِدُفِّهَا
نَقْرِيْ لِأُلْقِيَ الرَّمْلَ عَنْ أَوْرَاقِيْ

اور ایک نوعمر لڑکی کے دُف بجانے کی کھنک سے بھی زیادہ لذت مجھے اپنی کتابوں کے اوراق سے غبار جھاڑنے کی آواز میں محسوس ہوتی ہے۔[1]

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

لَذَّاتُ الْأَفْكَارِ خَيْرٌ مِنْ لَذَّاتِ الْأَبْكَارِ[2]

علمی مسائل میں غور وفکر کی لذت دوشیزاؤں سے لطف اندوز ہونے سے بھی

---

[1] صفحات من صبر العلماء، ص: ۱۳۹

[2] حدائق الحنفیۃ، ص: ۱۵۴

بہتر ہے۔

جب میں کتاب اللہ اورسنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو لے کر بیٹھتا ہوں اور مسائل کے استنباط کے لئے ان میں غور وفکر کرتا ہوں اس وقت مجھے جو لذت نصیب ہوتی ہے وہ کسی کنواری دوشیزہ سے لطف اندوز ہونے کے وقت بھی نہیں ہوتی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ علم میں آپ کو کیسی لذت محسوس ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے کانوں میں جب کوئی علمی بات پہلی مرتبہ پڑتی ہے تو اتنی لذت محسوس ہوتی ہے کہ اس وقت میرے جسم کے باقی اعضاء یہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش ان کے کان ہوتے تا کہ انہیں بھی وہ لذت حاصل ہوتی۔ [1]

میرے بھائیو! حصولِ علم میں ہمیں یہ لذت محسوس ہونی چاہئے، جب یہ لذت نصیب ہوگی تو مطالعہ کے بغیر چین حاصل نہیں ہوگا۔

علّامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا علمی ذوق

ہمارے اسلاف اور اکابر کا اسی طرح کا حال تھا، ہمارے قریب کے زمانے کے ایک بزرگ، حضرت علّامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا حال سنئے! ڈابھیل میں جب مجلسِ علمی کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت علّامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو پیشکش ہوئی کہ آپ آئیں اور مجلسِ علمی کے لئے تحقیق کا کام کریں، آپ کو سب سے پہلے اپنے محبوب استاذ حضرت علّامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ''العرف الشّذی'' کی تحقیق کا کام سونپا گیا، حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر کے حوالوں کی تخریج کر کے انہیں مکمل طور پر تحریر کرنا تھا، حضرت علّامہ محمد یوسف

[1] حاشیة قیمة الزمن عند العلماء، ص:۲۹

بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک ایک حوالے کے لئے بسا اوقات مجھے سینکڑوں صفحات دیکھنے پڑتے تھے۔

اس سلسلے کی مثالیں بھی حضرت علّامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک حیرت کن بات کی طرف اشارے پر اکتفاء کرنا چاہوں گا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''العرف الشّذی'' پڑھتے پڑھتے ایک جگہ پر پہنچا جہاں حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے متعارض روایات کی تطبیق بیان کرتے ہوئے محدثین کا ایک قاعدہ بیان کیا تھا، اور قاعدہ بیان کر کے حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے تبصرہ کیا تھا کہ یہ بہت ہی اہم قاعدہ ہے مگر افسوس کہ مصطلح الحدیث کے مدوّنین نے اس کو اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا، ہاں حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فتح الباری میں متعدد جگہوں پر ذکر کیا ہے، علّامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے فتح الباری کو اول سے پڑھنا شروع کیا اور پڑھتے پڑھتے مجھے وہ حوالہ مل گیا مگر حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متعدد جگہوں پر ذکر کیا ہے، میں دیکھنا چاہتا تھا کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی جگہوں پر اور کہاں کہاں ذکر کیا ہے اس لئے صرف اس ایک اصول کی تلاش کے لئے میں نے فتح الباری از اول تا آخر حرفاً حرفاً پڑھی۔[۱]

اللہ کرے ہمیں بھی یہ علمی ذوق اور کتابوں کے ساتھ اس طرح کی وابستگی نصیب ہو اس لئے کہ علم میں ترقی کے لئے کتابوں کے ساتھ تعلق، علمی ذوق اور علمی مزاج کا ہونا بہت اہم ہے، اس دلچسپی کے بغیر طالبِ علم طالبِ علم نہیں۔

---

[۱] بیّنات، اشاعتِ خاص، بیادِ محدّث العصر، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، ص: ۱۴۰

طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟

طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟ جو دار العلوم بولٹن میں داخلہ لے لے اسے طالبِ علم کہتے ہیں؟ جو ہماری اکیڈمی میں داخلہ لے لے اسے طالبِ علم کہتے ہیں؟ جو دار العلوم دیوبند میں داخلہ لے لے اسے طالبِ علم کہتے ہیں؟ نہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ طالبِ علم اس کو کہتے ہیں جس کے دماغ میں ہر وقت کوئی علمی سوال گردش کرتا رہتا ہو۔[1]

طالب اسمِ فاعل کا صیغہ ہے اور اسمِ فاعل میں استمرار کا معنی ہوتا ہے، اگر آپ طالبِ علم ہیں تو ہر وقت آپ کے دماغ میں کوئی نہ کوئی علمی سوال رہنا چاہئے۔ میرے بھائیو! ہمارے اکابر میں علم کی نہ بجھنے والی پیاس تھی، اس سلسلے کے ان کے سینکڑوں واقعات ہیں، ہمیں بھی یہ پیاس اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے، طالبِ علمی کے زمانے میں اپنے اندر علم کے لئے محنت کا ذوق پیدا کیجئے اور خوب محنت سے پڑھئے تاکہ علوم اور فنون میں پختگی آجائے اور فراغت کے بعد اپنے آپ کو اس علم سے پورے طور پر وابستہ رکھئے، اگر کسی جگہ تدریس کا موقع مل جائے تو الحمد للہ بڑی خوشی کی بات ہے مگر یہ یاد رہے کہ علم سے وابستگی کے لئے ہمیں تدریس کا محتاج نہیں رہنا چاہئے، کسی جگہ پڑھانے کا موقع ملے نہ ملے، حق تعالیٰ شانہ نے جو علم دیا ہے اسے برقرار رکھنا چاہئے، تازہ رکھنا چاہئے اور بڑھانا چاہئے، یاد رکھو! علم رکتا نہیں ہے، یا تو وہ بڑھے گا یا گھٹے گا، آپ اگر بڑھانے کی سعی نہیں کریں گے تو وہ کمی کی طرف جائے گا اور رفتہ رفتہ ختم ہی ہو جائے گا۔

---

[1] ملفوظات و واقعات حضرت مفتی محمد شفیع صاحب، ص: ۳۳

مستحب کرنے کے لئے اور مکروہ بچنے کے لئے

توفقیہ کی ایک صفت دینی علوم پر بصیرت ہے، جب علم میں پختگی ہوگی اور اصلاح کی فکر کے ساتھ بزرگوں کے ساتھ تعلق بھی رہے گا تو ''الزَّاهِدُ فِيْ الدُّنْيَا وَالرَّاغِبُ فِيْ الْاٰخِرَةِ'' بن جائے گا۔ جب دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت نصیب ہوجائے گی تو ''الْمُدَاوِمُ عَلٰى عِبَادَةِ رَبِّهٖ'' کا مصداق بھی ہوجائے گا یعنی ایسا شخص اپنے پروردگار کی عبادت پر مداومت کرنے والا ہوگا، پھر وہ اعمال سے بھاگنے کی غرض سے حیلے بہانے تلاش نہیں کرے گا، گنجائشوں کے چکر میں نہیں پڑے گا، رخصتوں کی جستجو میں نہیں رہے گا، اس کا علم، اس کی رغبت الی الاٰخرۃ اور اس کا زہدعن الدنیا، یہ امور اسے اس بات کی طرف متوجہ کریں گے کہ مستحب عمل کرنے کے لئے ہوتا ہے اور مکروہ بچنے کے لئے، وہ مستحبات کا اہتمام کرے گا اور مکروہات سے بچنے کی سعی کرے گا، آج کل عوام اور خواص سب ہی کا یہ مزاج بن گیا ہے کہ اگر عمل مستحب ہے تو چونکہ کرنا ضروری نہیں ہے لہٰذا چھوڑ دو، یہی حال مکروہِ تنزیہی کا ہے کہ چونکہ اس کو کرنا گناہ نہیں ہے لہٰذا اس سے بچنے کا اہتمام مت کرو۔ نہیں میرے عزیزو! مکروہ ناپسندیدہ ہے اور ناپسندیدہ چیز سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اور مستحب پسندیدہ ہے اور پسندیدہ چیز کو بجالانے کی ہر ممکن سعی ہونی چاہئے۔

اکابر اور اتباعِ سنّت

اس سلسلے میں ہمارے بزرگوں کا طرزِ عمل دیکھو! وہ حضرات سنن اور مستحبات پر بہت زیادہ پابندی کرنے والے تھے، انہیں چھوٹے سے چھوٹے عمل میں سنّت طریقہ کی جستجو رہتی تھی، یہ حضرات ہر چیز میں سنّت طریقہ کو معلوم کرتے رہتے تھے تاکہ اس کے مطابق زندگی کو

آراستہ کیا جاسکے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند نے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! فلاں عمل میں سنّت طریقہ کیا ہے؟ پوچھنے والے نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی وقت گزارا تھا، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں وقت گزارا ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عمل کیا دیکھا؟ عرض کیا کہ اس طرح دیکھا، حضرت نے فرمایا کہ بس یہی سنّت ہے یعنی جس طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو تم نے وہ عمل کرتے ہوئے دیکھا وہ عین سنّت کے مطابق ہی ہے۔[۱] اللہ اکبر! حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے عمل کے سنّت کے مطابق ہونے کا کتنا یقین تھا کہ ذرا تردد نہیں ہوا بلکہ پورے وثوق کے ساتھ فوراً کہہ دیا کہ یہی سنّت ہے، یہ تھی ہمارے اکابر کی زندگی، ان حضرات کے اعمال سنّت سے اتنے آراستہ تھے کہ ان کے عمل کو دیکھ کر اس کے سنّت ہونے نہ ہونے پر استدلال کیا جاتا تھا۔

حضرت شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور عالمگیر کا خواب

حضرت مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں سے حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے خلفاء میں سے ہیں، شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے مکّہ مکرّمہ کی طرف ہجرت کی اجازت چاہی، حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے کر فرمایا کہ سفر کے دوران اگر کوئی مردِ خدا تمہیں ٹھہرنے کو کہے تو ٹھہر جانا، چلتے چلتے یہ رائے بریلی پہنچے، وہاں کے ایک بزرگ نے باصرار کہا کہ آپ رک جائیں اور یہیں

---

[۱] اصلاحی تقریریں: ۷/ ۲۰۷

قیام فرمالیں! شیخ کا حکم تھا اس لئے رُک گئے،[۱] حق تعالیٰ شانہ نے بہت مقبولیت عطا فرمائی اور انہی کی نسل سے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

یہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کے بزرگ تھے، عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ بہت تشویش ہوئی، علماء سے تعبیر دریافت کی، انہوں نے تعبیر دیتے ہوئے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ علم اللہ کا انتقال ہوگیا ہے، تحقیق سے پتا چلا کہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعی انتقال ہوگیا ہے۔ تعبیر کی وجہ یہ تھی کہ شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ اتباعِ سنّت میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بہ قدم تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّتوں سے شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی جتنی آراستہ تھی اتنی اور کسی کی نہیں تھی، جب خواب میں یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ ایک ایسے شخص کا انتقال ہوگیا ہے جس کی زندگی اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا کامل نمونہ تھی اور اس وقت اس اعتبار سے ان سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا۔[۲]

اللہ اکبر! میرے بھائیو! ہم ان ہی حضرات کے نام لیوا ہیں، ہم اپنے آپ کو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر ان میں اور ہم میں کتنا فرق ہے؟ اِن حضرات کا عمل کیسا تھا اور ہمارا کیسا ہے؟

عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ علم میں پختگی بھی خوب ہو اور اس علم پر عمل بھی کامل درجے

---

[۱] تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ ششم، جلد اوّل، ص: ۹۱

[۲] تاریخ دعوت وعزیمت: ۴/ ۳۷۹

کا ہو۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ علم کی تمام فضیلتیں عالم باعمل کے لئے ہے، علم بغیر عمل کے وبال ہوگا اور ایسے لوگ قیامت کے دن سب سے پہلے جہنم میں پھینکے جانے والوں میں ہوں گے، اب معلوم ہوگیا کہ فقیہ اور عالمِ ربّانی اور وارثِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کو کہتے ہیں جس کا علم پختہ اور ٹھوس ہو، جو دنیا سے بے رغبتی کرنے والا ہو اور آخرت کی رغبت رکھنے والا ہو، اور یہ زہد کی دولت حاصل ہوگی مشائخ اور بزرگوں کے ساتھ وابستگی سے، جب وابستگی ہوگی تو اصلاح ہوگی اور اصلاح ہوگی تو "اَلْمُدَاوِمُ عَلٰى عِبَادَةِ رَبِّهٖ" کا مصداق ہوگا، جب زندگی میں دین ہوگا، استقامت اور تقوی ہوگا، فکرِ آخرت ہوگی، تو اللہ کی مخلوق کے لئے ہمدردی اور بے چینی محسوس کرے گا۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کڑھن

اسی لئے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُمت کے لئے تڑپتے تھے، چونکہ وہ نرے عالم نہیں تھے، وہ فقیہ تھے، عالمِ ربّانی تھے اور حقیقی معنی میں وارثِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، راتوں کو تڑپتے تھے اور بے قراری میں اِدھر اُدھر کروٹ بدلتے رہتے تھے، اگر بے چینی بڑھتی تو اٹھ کر ٹہلنے لگتے، ایک دن بی بی نے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ آپ کو نیند کیوں نہیں آتی؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا بتلاؤں؟ اگر تم کو وہ بات معلوم ہو جائے تو جاگنے والا ایک نہ رہے، جاگنے والے دو ہو جائیں۔[۱]

میرے عزیزو! اُمت کی فکر اور اُمت کے لئے ہمدردی میں ہمارے سب اکابر مشترک تھے، ہر وارث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ وصف وراثت میں ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

---

۱ سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی، ص: ۱۵۷

مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا، وَأَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَأَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ يَدَيَّ [1]

میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی اور مچھر اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ انہیں آگ سے دور ہٹا رہا ہے، میں بھی تمہیں پیچھے سے پکڑ کر آگ میں گرنے سے روک رہا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے نکلے جا رہے ہو۔

اپنے آپ کو بزرگوں سے وابستہ کیجئے

عزیزو! میں آپ کو بہت مخلصانہ مشورہ دے رہا ہوں، آپ اپنے آپ کو بزرگوں سے وابستہ کیجئے، جن مشائخ سے آپ وابستہ ہیں ان سے تعلق مضبوط کیجئے، ان سے رابطہ میں رہو، اطلاع اور اتباع کا اہتمام کرو، اور جو حضرات کسی سے وابستہ نہیں ہیں، وہ کسی شیخِ محقق سے اپنے آپ کو جلد وابستہ کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ علم میں محنت اور اصلاح کی فکر کے نتیجے میں جب زہد آئے گا تب جا کر فقیہ بن جائیں گے، عالمِ ربّانی بن جائیں گے اور وارثِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن جائیں گے، پھر آپ جہاں کہیں بھی ہوں گے چاروں طرف خوشبو ہی خوشبو مہک رہی ہوگی، اور حق تعالیٰ شانہ آپ کے ذریعہ حفاظتِ دین اور اشاعتِ دین کی خدمت لے گا۔

دین کا پہرہ دار صرف عالمِ ربّانی

آپ اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھیں! تاریخ بتاتی ہے کہ اسلام پر جب بھی کوئی آڑا وقت

[1] صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شفقته صلى الله عليه وآله وسلم على أمته ومبالغته في تحذيرهم مما يضرهم، ح (٢٢٨٥)

آیا ہے تو حق تعالیٰ شانہ نے دین کی اور اُمتِ مسلمہ کی حفاظت کے لئے جس شخص کو بھی ذریعہ بنایا، وہ شخص فقیہ فی الدّین، عالمِ ربّانی اور وارثِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھا، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے بعد کے ہمارے اکابرین تک، جب بھی اُمت کو کسی فتنہ سے خطرہ لاحق ہوا ہے تو اس کے مقابلہ کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے ہمیشہ کسی فقیہ فی الدّین، عالمِ ربّانی اور وارثِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا انتخاب کیا ہے، ایسے شخص کا جو علم میں بھی ٹھوس تھا، "اَلزَّاهِدُ فِيْ الدُّنْيَا" بھی تھا، "اَلرَّاغِبُ فِيْ الْاٰخِرَةِ" بھی تھا اور عبادت پر جما ہوا بھی تھا، اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی اصلاح کی طرف خوب توجہ فرمائیں اور اپنے کو ان اوصاف سے متصف کریں۔

ایک بہت ضروری بات

اخیر میں ایک بہت ہی ضروری بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اپنے اکابر اور اسلاف کے منہج کو خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر رکھیں، وہ حضرات علم وعمل کے جامع تھے اور ان کا طریق اقرب الی السنۃ اور اقرب الی الصواب ہے، ہم ہمارے ان اکابر کے مرہونِ منت ہیں، ہم جو کچھ ہیں، انہی کی وجہ سے ہیں، ہماری آج جو عزت ہے وہ انہی کی وجہ سے ہے، ہم تک ظاہری علوم انہی کے واسطے سے پہنچے ہیں جس کی وجہ سے ہم علماء کہلاتے ہیں، اور ہم تک باطنی علوم بھی انہی کے واسطے سے پہنچے ہیں جس کی وجہ سے آج ہمارے اندر اخلاق کی کچھ رمق باقی ہے، ان بزرگوں سے ہم کسی طرح بے نیاز نہیں ہو سکتے، ان کے ہمارے اوپر بہت احسانات ہیں، اس لئے اپنے آپ کو ان حضرات کے طریق پر اور ان

حضرات کی فکر ونظر سے کامل درجے میں وابستہ رکھیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کی سوانح کا مطالعہ کرکے ان کے حالات سے باخبر رہیں، اسی طرح ان کے مواعظ وملفوظات اور ان کی کتب کا بہت اہتمام سے مطالعہ کریں، موجودہ بزرگوں کی قدر کریں اور ان سے استفادہ کریں۔

میرے بھائیو! یہ دور بڑا پرفتن ہے، چاروں طرف فتنے ہی فتنے ہیں، بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم ان اکابر کے طریق پر مضبوطی کے ساتھ رہیں جو کامیابی کے ساتھ منزل تک پہنچ چکے ہیں۔ میرے بھائیو! آپ پوری دنیا پر نظر ڈال کر دیکھ لیجئے، حق تعالیٰ شانہ اس وقت بھی دین کی خدمت (یعنی وہ دین کی خدمت جسے دین کی خدمت کہا جا سکے) اسی سے لے رہا ہے جو بزرگوں کی تعلیمات سے وابستہ ہے، حق تعالیٰ شانہ دین کی حفاظت کے لئے کسی بھی دنیوی سبب کے محتاج نہیں ہیں، نہ وہ کسی عہدے کے محتاج ہیں، نہ کسی ڈگری کے، ان کے یہاں قدر تقوی اور خلوص کی ہے۔

احساسِ کمتری سے بچو

نری چمک دمک سے متاثر نہیں ہونا چاہئے، میرے بھائی!

"All that glitters is not gold. Old is gold."

ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں، بلکہ جو چیز پرانی ہوتی ہے وہ سونا ہے۔

احساسِ کمتری کا ہرگز شکار نہیں ہونا چاہئے، حق تعالیٰ شانہ نے تمہارے سینے کو علمِ نبوت سے معمور کیا ہے اور پھر تم احساسِ کمتری کے شکار ہوتے ہیں؟ کس قدر افسوس کی بات ہے! یہ علمِ نبوت کی ناقدری ہے۔ میرے بھائی! ایک شخص کو وزارت کا منصب مل جائے اور وہ اسے

ٹھوکر مار کر بھنگی بننا پسند کرے وہ بھی اپنے منصب کی اتنی ناقدری کرنے والا نہیں ہوگا جتنا ایک عالم اپنے منصب سے گر کر اپنے منصب کی ناقدری کرنے والا بنتا ہے۔

دین کی خدمت کا واحد طریقہ

ہمارا مقصد دین کی خدمت ہے، اور دین کی خدمت اسلاف کے طریق پر ہی ہوگی، مفتیِ اعظم پاکستان، حضرت مفتی رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بات بھی اسلاف کے طریقے کے خلاف نظر آئے چاہے وہ کتنے ہی خلوص سے کی جارہی ہو، سمجھ لیجئے کہ وہ ہمارے مسلک کا راستہ نہیں ہے، اس لئے کہ ہمارے بزرگوں کے تمام کام سنّت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے، جو کام بھی اس کے خلاف ہوگا وہ سنّت کے خلاف ہوگا۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ یاد رکھئے! ہم اپنے بزرگوں کے طریقے سے جتنا ہٹیں گے اتنا ہی راہِ اعتدال اور راہِ سنّت سے ہٹیں گے، اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھئے کہ جو بھی کام کریں بزرگوں کے طریقے کے مطابق کریں۔

میں دوبارہ عرض کرتا ہوں، آپ پوری دنیا پر نظر ڈال کر دیکھ لیجئے، آپ کو نظر آئے گا کہ آج بھی حق تعالیٰ شانہ دین کی حفاظت اور دین کی اشاعت کی خدمت انہی سے لے رہے ہیں جو بزرگوں کے منہج پر ہیں، اگر آپ کو اللہ کے دین کے خدّام میں شامل ہونے کی چاہت ہے تو آپ اپنے آپ کو بزرگوں کی تعلیمات اور اصول سے وابستہ رکھیں اور ان کے طریق پر اپنے آپ کو جمائیں۔

علم صرف علمِ نبوت ہے

یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ علماءِ محققین کا اتفاق ہے کہ علم صرف علمِ نبوت ہے، علمِ

نبوت کے علاوہ باقی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ علوم نہیں، فنون ہیں یا ہنر، اور یہ سب علمِ نبوت کی لونڈیاں ہیں، اس سے آگے ان کی کوئی حیثیت نہیں، ان کو ایک آلہ کے طور پر دین کے فروغ کے لئے مقصود بنائے بغیر شرعی حدود میں رہ کر کوئی سیکھتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر کوئی اسی کو مقصود سمجھ لیتا ہے یا یونیورسٹی اور کالج کی تعلیم کے بعد مدارس اور اہلِ مدارس کی، ان کے نظام اور نصاب کی حقارت دل میں آجاتی ہے اور اس سے بھی آگے ترقی کر کے ان پر بے جا تنقید شروع ہوجاتی ہے تو یہ بہت ہی خطرناک چیز ہے، یہ دین کے خادم کا شیوہ نہیں ہے، جس چشمہ سے علمِ حدیث اور علمِ قرآن کی سیرابی نصیب ہوئی اس کی تنقید کرنے والا، لادینیت کے مراکز کو عظمت کی نظر سے دیکھنے والا اور ہمارے بزرگوں کے طریق کو تنگ نظر سمجھنے والا دین کی صحیح اور قابل قدر خدمت کیسے کر سکے گا؟ اس قسم کے نقصان سے اپنے آپ کو بچاؤ! ہماری کامیابی اسلاف کے طریق ہی میں ہے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ وہب بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا يُصْلِحُ اٰخِرَ هٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا مَا أَصْلَحَ أَوَّلَهَا [1]

اس اُمت کے آخری طبقے کی اصلاح اسی طریق سے ہوگی جس طریق سے پہلے طبقے کی اصلاح ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّا كُنَّا أَذَلَّ قَوْمٍ، فَأَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ، فَمَهْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّةَ بِغَيْرِ مَا أَعَزَّنَا اللّٰهُ بِهٖ أَذَلَّنَا اللّٰهُ [2]

[1] التمهيد لما في المؤطا من المعاني والأسانيد: ۹/۳۱۵

[2] مستدرك الحاكم على الصحيحين، كتاب الإيمان، ح (۲۰۷)

ہم ذلیل تھے، ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تعلیمات کی برکت سے عزت عطا فرمائی، اس راہ کو چھوڑ کر اگر ہم کسی اور طریق میں کامیابی تلاش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کردے گا۔

کامیابی صرف اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے میں ہے، دوسرے طریقوں میں کامیابی نہیں ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق سے سب سے زیادہ قریب ہمارے بزرگوں کا طریق ہے۔

ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخاست ہوئی

جن لوگوں کو ان نفوس قدسیہ کو دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے ان سے پوچھئے، شاہ عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علّامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قافلہ جارہا تھا، یہ پیچھے رہ گئے تھے۔[1]

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب کبھی اپنی مصروف زندگی سے چند لمحات فراغت کے میسر آتے تو آپ اکابرِ علماء دیوبند کا تذکرہ شروع کردیتے اور دیر تک ان کے واقعات سناتے رہتے اور اخیر میں بڑی حسرت سے یہ مصرع پڑھتے:

ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخاست ہوئی

میرے عزیزو! ہمارے اکابر انسانوں میں فرشتے تھے اور خاک میں چمکنے والے ہیرے تھے۔

بھیڑ میں دنیا کی جانے وہ کہاں گم ہوگئے

---

[1] بیس بڑے مسلمان، ص: ۳۷۴

کچھ فرشتے بھی رہا کرتے تھے انسانوں میں
شاذ ہی دیکھو گے ان جیسے فقیروں کی طرح
خاک میں بھی جو چمکتے ہیں ہیروں کی طرح

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت دونوں جہاں میں ان حضرات سے وابستگی نصیب فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنی میں وارثینِ انبیاء علیہم السلام بنائیں، فقہاء بنائیں، علماءِ ربّانیین بنائیں، اپنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشّاق اور اپنے محبوب دین کے خدّام میں شامل فرمائیں اور اپنی مرضیات پر چلا کر حسنِ خاتمہ نصیب فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

رضاءِ الٰہی

مقصود رضاءِ الٰہی ہے۔ تصنیف، تالیف، تقریر، تحقیق، تدریس، افتاء، تبلیغ، یہ سب وسائل ہیں۔ اگر ان تمام وسائل میں انہماک اور مشغولی کے باوجود کسی ایک بدعملی کی وجہ سے رضاءِ الٰہی نہ مل سکی اور اُخروی نجات سے محرومی رہی تو سب کچھ بیکار ہے، اور اگر ان وسائل میں سے کوئی ایک وسیلہ بھی میسر نہیں آیا، مگر کسی چھوٹی نیکی کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کی ولایت، حسنِ خاتمہ اور آخرت کی نجات حاصل ہوگئی تو سب کچھ مل گیا۔ اس لئے رضاءِ الٰہی کے زیادہ سے زیادہ وسائل اختیار کرتے ہوئے اپنی طاقت اور استطاعت کے بقدر کام کرتے رہنا چاہئے۔ اگر صدق وخلوص کے ساتھ لگا رہے گا تو ان شاء اللہ رضاءِ الٰہی حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہوگا، کوئی عمل ضرور کام آجائے گا اور بیڑا پار ہوجائے گا۔ (ملفوظ حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم)

علماءِ کرام کی ذمہ داری

حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

(۱) جن لوگوں کی زندگیاں اعمالِ ظاہرہ سے آراستہ ہیں، مگران کے قلوب تزکیہ سے محروم ہیں، ایسے لوگوں کے دلوں کو ''وَیُزَکِّیْھِمْ'' کا مصداق بن کر اخلاقِ حسنہ سے مزین کرنا۔

(۲) جو لوگ احکامِ ظاہرہ اور احکامِ باطنہ دونوں سے دور ہیں، گو وہ علم رکھتے ہیں، ان کو ظاہری و باطنی دونوں قسم کے اعمال سے آراستہ کرنا۔

(۳) جو لوگ عمل سے بھی دور ہیں اور علم کی دولت سے بھی محروم ہیں، ان کو علم کے زیور سے آراستہ کر کے ظاہری اور باطنی اعمال پر لانا۔

(۴) جو لوگ علم وعمل کی دولت سے محرومی کے ساتھ عقائد میں بھی تذبذب کے شکار ہیں، ان کے عقائد کو درست اور پختہ کر کے علم وعمل کی طرف لانا۔

(۵) جو لوگ ایمان کی بیش بہا دولت ہی سے محروم ہیں، ان کو کفر کی ظلمت سے نکال کر ایمان کی شاہراہ پہ لانا۔

(۶) جو ادارے، تنظیمیں، تحریکات اور افراد مذکورہ کاموں کی کسی بھی جہت سے صحیح طریقہ سے انجام دہی کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، ان کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہوئے اُن کا جتنا تعاون ہو سکے کرنا۔

(۷) ان امور میں کامیابی کے لئے اپنے آپ کو ''الزَّاھِدُ فِی الدُّنْیَا وَالرَّاغِبُ فِی الْاٰخِرَةِ، الْبَصِیْرُ بِأَمْرِ دِیْنِهٖ وَالْمُدَاوِمُ عَلٰی عِبَادَةِ رَبِّهٖ'' کا اعلیٰ درجے میں مصداق بنانا۔

وَلَدَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ آدَمَ بَاكِيًا ... وَالنَّاسُ حَوْلَكَ يَضْحَكُوْنَ سُرُوْرًا

فَاعْمَلْ لِنَفْسِكَ أَنْ تَكُوْنَ إِذَا بَكَوْا ... عَلٰى يَوْمِ مَوْتِكَ ضَاحِكًا مَسْرُوْرًا

فضلاء کی خدمت میں

حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء میں جامعہ ریاض العلوم کے فضلاء کو اپنی مادرِ علمی میں دو دن قیام کی سعادت نصیب ہوئی، ہمارے مشفق و محسن استاذ و مربی، جامعہ کے بانی و شیخ الحدیث، حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم نے بھی از راہِ شفقت جامعہ کی مسجد میں ہمارے ساتھ قیام فرمایا اور پوری توجہ اور خیر خواہی کے ساتھ اپنے روحانی اور علمی فرزندوں کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ اپنے اکابر کے منہج پر قائم رہنے کی وصیت کے ساتھ ساتھ اصلاحِ نفس اور اصلاحِ اُمت کے لئے سعی کی تاکید برابر فرماتے رہے۔

یہ نصیحت اُس اجتماع کی الوداعی نشست کا کچھ حصہ ہے جو تمام نشستوں کا لُبِّ لباب بھی ہے اور ''خِتَامُهُ مِسْكٌ'' کا مصداق بھی، اس نصیحت نے سامعین کو رلایا، سوئے ہوئے ضمیروں کو جگایا اور دلوں میں ایک نیا ولولہ پیدا کیا، کاش اس نشست کی کیفیت کو ضبط کرنے کا کوئی آلہ ہوتا! تاہم ''مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ'' کے پیشِ نظر قارئین کی خدمت میں الفاظ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

امید ہے کہ یہ باتیں قارئین کے لئے بھی مقصد میں کامیابی کے لئے معین اور مدد گار ہوں گی۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

فضلاء کی خدمت میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں

میرے پیارو! میرے عزیزو! ماشاء اللہ آپ کا شمار اب علماء میں ہونے لگا ہے، لوگ آپ کو عالم ہونے کی حیثیت سے دیکھتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے ہمیں بغیر استحقاق کے اہلِ علم کے ساتھ جوڑ دیا، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔ لیکن ہم میں سے کسی کو بھی یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ میں عالم ہوں، اس لئے کہ عالم ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے، حقیقی عالم فقیہ ہوتا ہے اور فقیہ کی تعریف حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے:

إِنَّمَا الْفَقِيْهُ: الزَّاهِدُ فِيْ الدُّنْيَا، الرَّاغِبُ فِيْ الْآخِرَةِ، الْبَصِيْرُ بِأَمْرِ دِيْنِهٖ، الْمُدَاوِمُ عَلٰى عِبَادَةِ رَبِّهٖ [۱]

انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث

اس تعریف کی روشنی میں عالم کون ہے؟ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ، عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ، عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، مجدّد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

---

۱ سنن الدارمی، باب من قال: العلم الخشية و تقوى الله، ح (۳۰۲)

اور مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد القادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مسیح اللہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا صدیق باندوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ، علماء کہلانے کے لائق تو یہ اور ان جیسے حضرات ہیں۔

ان حضرات کے کارنامے اور کردار، اخلاص اور للّٰہیت، سادگی اور بے نفسی، فکرِ آخرت اور دنیا سے بے رغبتی، اُمت کے لئے ہمدردی اور خیر خواہی، علمی کاوش اور جد وجہد، دین کی حفاظت کے لئے کوشش اور اُمت کو فتنوں سے بچانے کی محنتیں؛ اگر ہم ان حضرات کے ان کارناموں کو اور اوصافِ حمیدہ کو دیکھیں اور ہماری غفلت والی زندگی کو دیکھیں تو اس بات پر ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے کہ ہم کو عالم اور مولوی کہا جا رہا ہے، ڈر لگتا ہے کہ ہمارے اکابر اور بزرگوں سے ناواقف لوگ ہمارے اعمال و اخلاق و کردار کو دیکھ کر کہیں ہمارے ان بزرگوں کے بارے میں کوئی غلط رائے قائم نہ کر لیں۔

مگر بہر حال اللہ تعالیٰ نے ظاہر میں علماء کی جماعت میں شامل کر لیا ہے، یہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ایک انعام ہے اور ان کی صفتِ ستّاری کا ایک مظہر ہے جس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے، اور اس شکر کی سب سے اہم شق یہ ہے کہ ہم علماءِ ربّانیین جیسا بننے کی کوشش کریں اور ان کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ بنائیں کیونکہ یہی حضرات انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

علماء: اُمت کے نگراں

آگے جو بات عرض کرنی ہے اس سے پہلے بطورِ تمہید ایک بات سمجھ لیجئے، اُمت کی مثال بکریوں جیسی ہے یعنی اُمت کے افراد بکریوں کے مانند ہیں، اور ان کے حق میں شیاطین الانس والجن خطرناک بھیڑیے ہیں جو ہر وقت ان کی روحانی زندگی برباد کرنے کی تاک میں

رہتے ہیں اور مختلف طریقوں سے ان پر حملہ آور ہوتے ہیں، اُمت کے علماء ان بکریوں کے نگراں اور چرواہے ہیں اور ایک چرواہے کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی بکریوں کی پوری خیر خواہی کے ساتھ دیکھ بھال کرے۔

دیکھئے! چرواہا اپنی بکریوں کی کس طرح دیکھ بھال کرتا ہے؟ بکریاں نادان، بھولی بھالی اور ضدی ہوتی ہیں، اس کے باوجود چرواہا اپنے غصے پر کنٹرول کرتا ہے اور انہیں سنبھالتا ہے اس لئے کہ وہ ان بکریوں کو قیمتی سرمایہ سمجھتا ہے، وہ ڈرتا ہے کہ اگر صبر وتحمل سے کام نہ لیا گیا تو کہیں یہ قیمتی سرمایہ ضائع نہ ہوجائے، وہ پوری بیدار مغزی کے ساتھ اور پوری مستعدی کے ساتھ بکریوں پر نظر رکھتا ہے، ہر وقت ہوشیار اور چوکنا رہتا ہے، اسے بکریوں کی حفاظت کا ہر وقت خیال رہتا ہے، وہ بکریوں کے سلسلے میں ہر وقت فکر مند رہتا ہے اور ماحول پر برابر نظر رکھتا ہے، وہ یہ سوچتا رہتا ہے کہ بھیڑیے کس جہت میں رہتے ہیں، کہاں سے حملہ آور ہو سکتے ہیں اور ان کو دور رکھنے کی کیا تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے؟ بکریاں کہیں اِدھر اُدھر غلط رخ پر تو نہیں جارہی ہیں؟ کوئی بکری ریوڑ سے الگ تو نہیں ہورہی ہے؟ غرض چرواہا اپنی ہر بکری کو ایک قیمتی سرمایہ سمجھتا ہے، اس کی حفاظت کی کوشش میں برابر لگا رہتا ہے اور اپنی اس ذمہ داری سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا۔

میرے عزیزو! علماء اُمت کے چرواہے ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے ہر مصلّی، ہر شاگرد، بستی میں رہنے والے ہر مسلمان بلکہ اُمت کے ہر فرد کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر اس کی حفاظت کی کوشش میں ہر وقت لگا رہے، یہ ہمارا آخرت کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔ جس طرح ایک چرواہے کو بکریوں کے منافع حاصل ہوتے ہیں، دودھ، گوشت، کھال، بال وغیرہ، اسی طرح اُمت کے افراد کو سنبھالنے سے علماء کو بھی بے شمار منافع حاصل ہوں گے، علم وتقویٰ میں اضافہ ہوگا، میزانِ حسنات بھاری ہوگا، قربِ الٰہی میں ترقی ہوگی اور

حق تعالیٰ شانہ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ حاصل ہوگی، اُمت کا ہر فرد ہماری آخرت کے لئے بڑا قیمتی سرمایہ ہے، اس کی نگرانی میں تن من اور دھن کی بازی لگانی چاہئے اور ہر وقت یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اُمت کا ایک فرد بھی شیاطین بھیڑیوں کا لقمہ نہ بنے، وارثینِ انبیاء کے سردار صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

أَيُنْقَصُ وَأَنَا حَيٌّ؟ [1]

کیا میرے جیتے جاگتے دین میں کوئی نقصان آسکتا ہے؟

نہیں! چرواہے کے ہوتے ہوئے کسی بھی بکری کو کوئی بھی روحانی یا دینی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

اپنی حیثیت کو پہچانو

بس میرے عزیزو! اپنی حیثیت کو پہچانو اور ساتھ ساتھ اُمت کو اپنا بہت ہی قیمتی سرمایا جانو! اگر یہ احساس پیدا ہوگیا تو پھر کوئی بھی لمحہ غفلت سے نہیں گزرے گا، جنگل کی طرف بھی نظر ہوگی، بھیڑیے پر بھی اور بکریوں پر بھی، اگر کسی وقت بھیڑیے کا خوف محسوس ہوگا تو فوراً اٹھ کھڑا ہوگا اور پوری مستعدی کے ساتھ مقابلہ کرے گا، اور خطرات سے بچانے کی فکر کے ساتھ ساتھ بکریوں کی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں لگا رہے گا۔

خیار العلماء

میرے پیارو! ہم صحیح معنی میں علماء کہلانے کے قابل اس وقت ہوں گے جب ہم اچھے راعی بن کر اُمت کو اچھی طرح سنبھال لیں، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے مقصد کو سمجھیں، اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا کریں اور پھر اس احساس کو باقی رکھیں، ہر وقت چرواہے بن کر اپنی بکریوں کی نگرانی میں مشغول رہیں، اور ظاہر ہے کہ جو اپنی بکریوں کی فلاح

---

[1] مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر، ح (۶۰۳۴)

وبہبودی کی فکر میں لگا رہے گا اسے اپنی فلاح وکامیابی کی بطریقِ اولی فکر ہوگی، جو بکریوں کو بھیڑیے سے بچانے کی کوشش کرے گا وہ اپنی ذات کو بھی بھیڑیے اور دوسرے تمام داخلی خارجی خطرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے گا۔

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيلًا (المزمل:۷)

دن میں بکریوں کی فکر میں لگا رہے گا اور خود کی فکر سے غافل نہیں ہوگا، بلکہ رات کو خلوت میں حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں راز ونیاز کرکے اپنی فلاح کی بھی فکر کرتا رہے گا۔

وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ إِلَيۡهِ تَبۡتِيلًا (المزمل:۸)

یہی حضرات علماءِ ربّانیین ہیں جنہیں حدیث میں خیار العلماء کا لقب دیا گیا ہے اور یہی خیار الناس ہیں۔

إِنَّ خَيۡرَ الۡخَيۡرِ خِيَارُ الۡعُلَمَاءِ [۱]

بڑی لجاجت سے درخواست

کچھ حضرات مدارس سے فارغ ہونے کے بعد اپنے چرواہے ہونے کا احساس کھو دیتے ہیں، علمی اشتغال اور دین کی خدمت سے دور رہنے اور عوام کے ساتھ بہ کثرت اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے احساسِ کمتری کے شکار ہوجاتے ہیں، وہ اُمت کے عام افراد کی طرح ہوجاتے ہیں۔ اگر کسی جگہ پر منکر دیکھتے ہیں تو خاموشی اختیار کر جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات اس کے منکر ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا، اگر شیطانی بھیڑیے لوگوں کے دین پر حملہ آور ہوتے ہیں تو وہ بھی بکریوں کے ساتھ ان کے شکار ہوجاتے ہیں، وہ حق اور باطل، اچھے اور برے، صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کرپاتے اور بڑی آسانی سے فتنے میں مبتلا ہوجاتے ہیں، میں آپ عزیزوں

---

۱ سنن الدارمی، باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر اللّٰہ، ح(۳۸۲)

سے بڑی لجاجت سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب اچھی طرح اپنا محاسبہ کریں اور اگر کوئی اپنے آپ کو اس قسم میں پاتا ہے تو وہ جلد اس سے نجات حاصل کر کے علماءِ ربّانیین میں شامل ہو جائے۔

میرے پیارو! اپنی قدر پہچانو

میرے پیارو! حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جملہ دہرانے کو جی چاہتا ہے، آپ نے دار العلوم کراچی کے طلبہ اور اساتذہ کے سامنے فقط ایک جملہ ارشاد فرمایا تھا: میرے پیارو! اپنی قدر پہچانو! میں بھی کہتا ہوں، میرے پیارو! اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی قدر پہچانو!

دین کے ذریعہ دنیا

اس سے بھی نیچے ایک اور درجہ ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو چرواہوں کی شکل میں بھیڑیے ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جو چرواہے کی شکل اختیار کر کے بکریوں سے دنیوی منافع حاصل کرتے ہیں، عوام سے دنیوی مفادات حاصل کرتے ہیں، مالی اور جاہی ضرورتیں پوری کرتے ہیں، دعوتوں اور ہدایا کی کثرت ان کی تمناؤں کی آخری منزل ہوتی ہے، افسوس صد افسوس! جو علم آخرت کے لئے تھا اسے دنیا کمانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کرتب دکھا رہا تھا، آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا:

إِنَّ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَصْحَابِنَا لِأَنَّهٗ يَأْكُلُ الدُّنْيَا بِالدُّنْيَا وَأَصْحَابُنَا

---

[۱] اصلاحی خطبات: ۷/ ۱۰۴

يَأْكُلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ [1]

یہ ہماری برادری سے بہت اچھا ہے، اس لئے کہ یہ دنیا کے ذریعہ دنیا کماتا ہے
اور ہمارے ساتھی دین کے ذریعہ دنیا کماتے ہیں۔

یہ تو دنیا کمانے والے تھے، دوسرا گروہ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہے، وہ چرواہوں کی شکل میں لوگوں کے دین پر حملہ کرتے ہیں، جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز بتلاتے ہیں، دینی تصلب، دینی پختگی، ورع، احتیاط اور تقوی کو تنگ نظری قرار دیتے ہیں اور اُمت کو "الدِّيْنُ يُسْر" سے مغالطہ دے کر نئے نئے فتنوں میں ڈالتے ہیں اور نصوص کے ظاہر سے غلط استنباط کر کے لوگوں کو صراطِ مستقیم سے دور لے جاتے ہیں، ان دونوں گروہ کو علماءِ سوء کہتے ہیں جنہیں حدیث میں شرار العلماء کہا گیا ہے اور یہی شرار الناس ہیں۔

إِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ [2]

لائحہ عمل

میرے پیارو! شرار العلماء میں سے ہونے سے حق تعالیٰ شانہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہئے اور اس کوشش میں لگے رہنا چاہئے کہ ہمارا شمار خیار العلماء میں ہوجائے، اس کا طریقہ کیا ہے؟ اپنے نفس کی اصلاح کی سعی کر کے دل میں خشیت پیدا کریں، اور اس کے لئے اپنے اپنے مشائخ سے تعلق قائم کریں اور برابر رابطہ رکھیں اور اپنی اصلاح کرائیں، آج ہی اور اسی وقت یہ طے کرلو کہ زندگی کو بدلنا ہے اور اپنے آپ کو خیار العلماء میں شامل کرنا ہے۔

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ (الحدید:۱۶)

---

[1] مرقاۃ المفاتیح:۱/۴۳۹

[2] سنن الدارمی، باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر اللّٰہ، ح(۳۸۲)

میرے پیارو! دل کی گہرائی سے کہو "قَدْ آنَ وَقَدْ حَانَ"۔ میرے پیارو! مت گھبراؤ! ہمت مت ہارو! رجوع الی اللہ کے ساتھ آگے بڑھو اور اپنے اپنے مشائخ سے کامل وابستگی اختیار کرو، وہ آپ کے روحانی باپ ہیں، ان سے دوری کیسی؟ وہ آپ کے روحانی طبیب ہیں، بھلا کوئی مریض اپنے طبیب سے مستغنی ہوسکتا ہے؟ اگر طبیب ناراض بھی ہو جائے اور استغناء کا برتاؤ بھی کرے تب بھی منت کی جائے گی اس لئے کہ ہم بیمار ہیں اور علاج کے محتاج ہیں۔

اندیشہ

اگر اس امر سے غفلت برتی گئی تو علماءِ سوء میں شامل ہونے کا اندیشہ ہے، میرے حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ایک مرتبہ فرمایا: مولوی صاحب! علماءِ سوء میں سے ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو اس لئے کہ ہمارے زمانے میں علماءِ سوء کی کثرت ہو رہی ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: بدقسمتی سے اب ہمارے مدارس سے بھی علماءِ سوء پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ یہ بھی فرماتے تھے: کچھ سالوں سے ہمارے مدرسے بانجھ ہو گئے ہیں، مولانا تو بہت پیدا ہو رہے ہیں، مگر مولوی پیدا نہیں ہوتے، یعنی اللہ والے، علماءِ ربّانیین پیدا نہیں ہوتے۔

وظائفِ نبوّت لے کر اٹھو

میرے پیارو! میں تمہیں کیا بتاؤں؟ تمہارے چہروں پر نظر ڈالتا ہوں اور تصورات کی دنیا میں تمہارے زمانہ طالبِ علمی میں چلا جاتا ہوں اور تمہاری دین کی خدمت کے حوالے سے قناعت پسندی کو دیکھتا ہوں تو دل کو ایسی تکلیف ہوتی ہے جو بیان سے باہر ہے، آپ کی اُس وقت کی صلاحیتوں کو دیکھ کر مستقبل کی دنیا میں چلا جاتا تھا اور سوچتا تھا کہ میرا یہ بچہ یہ کام کرے گا، میرے اس بچے سے یہ دینی فائدہ ہوگا، اور دین کی خدمت واشاعت کا ذہن میں

ایک نقشہ آتا تھا، اب جب آپ میں سے بعض حضرات کی قوتوں اور صلاحیتوں کو ضائع ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی خدمات پر قناعت کرلی ہے اور اپنے آپ کو بہت محدود کرلیا ہے، نہ بیوی بچوں کو دینی فائدہ ہو رہا ہے، نہ خاندان کو، نہ اُمت کو؛ تو یہ سب کچھ دیکھ کر دل کو ایسی تکلیف ہوتی ہے جس کی کیفیت کو بیان کرنے سے زبان قاصر ہے، میرے پیارو! یہاں سے وظائفِ نبوّت کو لے کر اٹھو!

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (ال عمران: ۱۶۴)

هُوَ الَّذِىْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (التوبة: ۳۳)

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے نعرہ "أَيُنْقَصُ وَأَنَا حَيٌّ" کو لے کر اٹھو! سوچو میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو "وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ" کے مقام پر فائز کیا اور اُمت کی قیادت کے لئے منتخب کیا اور یہ کتنا بڑا سانحہ ہوگا کہ آپ اس عظیم منصب سے گریں اور ایسے گریں کہ ہمارے اور عوام کے درمیان کوئی فرق باقی نہ رہے۔ ہم بلندی کے کس مقام کو ٹھوکر مار کر پستی کے کس گڑھے میں گر رہے ہیں؟ اگر کوئی وزارت کے منصب کو ٹھوکر مار کر بھنگی بننا پسند کرتا وہ بھی اپنے منصب کی اتنی ناقدری کرنے والا شمار نہ ہوتا جتنی ناقدری کرنے والے ہم ہو رہے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الْعُلَمَاءُ وَيَا مِلْحَ الْبَلَدِ
مَا يُصْلِحُ الْمِلْحَ إِذِ الْمِلْحُ فَسَدَ

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

علماءِ کرام کے لئے کچھ کارآمد باتیں

مشہور مصنف امام ابوعمر یوسف بن عبدالبر قرطبی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) نے علمِ دین کی اہمیت اور علماء کے فضائل اور ان کی ذمہ داریوں سے متعلق ایک جامع ترین کتاب ''جامع بیان العلم وفضله'' کے نام سے تالیف فرمائی ہے جو اپنی جامعیت کے اعتبار سے ایک شاہکار کتاب قرار دی گئی ہے، بعد میں بیروت (لبنان) کے ایک عالم جلیل شیخ احمد بن عمر المحمصانی (المتوفی ۱۳۴۹ھ) نے اس وقیع کتاب کو مختصر کرنے کا کام انجام دیا، موصوف نے غیر ضروری اسانید اور مکررات کو حذف کر کے کتاب سے استفادہ کو آسان بنادیا۔ احقر کو اس کتاب کے مطالعہ کی سعادت ملی تو مطالعہ کے دوران کچھ مفید باتیں احقر نے نوٹ کرلیں۔ اور آسانی کے لئے عنوانات لگادیئے اور کہیں کہیں کچھ تشریح بھی کردی، امید ہے کہ ان قیمتی جواہر پاروں سے قارئین کو فائدہ ہوگا۔

(حضرت مفتی) محمد سلمان منصور پوری صاحب (دامت برکاتہم)

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

علماء کرام کے لئے کچھ کارآمد باتیں

علم کا خلاصہ

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ لوگوں کے علم کا خلاصہ سب کا سب صرف چار باتوں میں ہے: (۱) یہ کہ آدمی اپنے رب کو پہچانے۔ (۲) یہ کہ آدمی یہ جانے کہ رب العالمین نے اس کے ساتھ کیا کیا احسانات فرمائے ہیں۔ (۳) یہ جانے کہ رب اس سے کیا چاہتا ہے۔ (۴) اور یہ پہچانے کہ کن باتوں سے وہ رب کی نافرمانی سے نکل سکتا ہے؟ [۱]

ف: مطلب یہ ہے کہ جو علم مذکورہ چار باتوں کی طرف انسان کی رہنمائی کرے اور ان پر عمل کرنے کی طرف راغب کرے وہی علم دراصل نفع بخش ہے۔ اور جس علم سے یہ باتیں حاصل نہ ہوں وہ علم کہلائے جانے کے لائق نہیں۔

تین نصیحتیں

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحب زادے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹے! لوگوں کو دکھلانے، ان سے جھگڑا کرنے یا فخر ومباہات کے لئے کبھی علم مت حاصل کرنا۔ [۲]

عالمِ کامل کی تین پہچان

علماء سے یہ بات منقول ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک صحیح معنی میں عالم کہلائے جانے کے لائق نہیں ہے جب تک کہ اس میں تین صفات نہ پائی جائیں: (۱) علم میں اپنے سے کمتر کو حقیر نہ

---

[۱] مختصر جامع بیان العلم، ص: ۲۷، ۲۸

[۲] مختصر جامع بیان العلم، ص: ۹۷

سمجھے۔(۲) اپنے سے برتر سے حسد نہ رکھے۔(۳) اور اپنے علم پر کوئی قیمت نہ لے۔[1]

جھک بازی سے پرہیز

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ ’’جھک بازی سے دل سخت ہوجاتے ہیں اور اس سے کینہ کی پرورش ہوتی ہے‘‘۔[2]

ف: یعنی خواہ مخواہ بحث بازی اور کٹھ حجتی سے پرہیز کرنا چاہیئے، جس بات کو حق سمجھے اسے ظاہر کردے، لیکن اس پر پیچ نہ کرے۔

جاہل کی تین علامتیں

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’جہالت کی تین علامتیں ہیں: (۱) اپنے کو اچھا سمجھنا۔(۲) فضول گوئی کرنا۔(۳) اپنی بیان کردہ نصیحت پر خود عامل نہ ہونا۔[3]

ف: یعنی جس شخص میں مذکورہ تین باتیں پائی جائیں وہ گوکہ عالم کہلاتا ہو، مگر دراصل وہ جاہلانہ باتوں میں مبتلا ہے۔

حبِّ جاہ کی نحوست

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص بھی ’’حبِّ جاہ‘‘ میں مبتلا ہوگا اس میں درج ذیل برائیاں ضرور پائی جائیں گی: (۱) وہ دوسرے ہم عصر لوگوں سے حسد کرے گا۔ (۲) اس میں سرکشی کے جذبات پروان چڑھیں گے۔(۳) وہ دوسرے لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں رہے گا۔(۴) اور جب اس کے سامنے کسی شخص کی تعریف کی جائے گی تو اسے دل

---

[1] مختصر جامع بیان العلم،ص:۱۱۹

[2] مختصر جامع بیان العلم،ص:۱۲۳

[3] مختصر جامع بیان العلم،ص:۱۳۴

سے پسند نہیں کرے گا۔[۱]

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک مرتبہ مسجد سے باہر تشریف لائے تو لوگ آپ کے پیچھے چلنے لگے، یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ''اس شان کو دیکھ کر کسی کا دل سلامت رہ سکتا ہے؟'' اس کے بعد فرمایا کہ'' اپنے پیچھے جوتوں کی کھسکھساہٹ سننا بے وقوف لوگوں کے دلوں کو فاسد کرنے کا سبب ہے'' (یعنی اس شان کو دیکھ کر احمق لوگ اپنے کو بڑا سمجھنے لگتے ہیں، حالاں کہ یہ بڑائی کی دلیل نہیں ہے)۔[۲]

سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ''کسی کے پیچھے چلنا متبوع (جس کے پیچھے چلا جائے) کے لئے موجبِ فساد اور تابع (جو پیچھے چلے) کے لئے موجبِ ذلت ہے''۔[۳]

دوطبقوں پر اصلاح کا مدار

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کے دو طبقے اگر سدھر جائیں تو سب لوگ سدھر جائیں گے: (۱) علماء۔ (۲) اصحابِ اقتدار۔[۴]

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علماء کی مثال نمک کے مانند ہے کہ اگر کوئی چیز بگڑ جائے تو نمک کے ذریعہ اس کی اصلاح کی جاتی ہے لیکن اگر نمک ہی خراب ہوجائے تو پھر اس کی درستگی کی کوئی صورت نہیں ہے۔[۵]

---

۱ مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۳۴

۲ مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۳۶

۳ مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۳۶

۴ مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۵۶

۵ مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۵۷

ف: معلوم ہوا کہ اُمت کی اصلاح کے لئے مذہبی وسیاسی قائدین کا اولاً سدھرنا اور صلاح سے متصف ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر عمومی اصلاح کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

عالمانہ وقار کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر اہلِ علم اپنے علم کے وقار کو بچا کر رکھیں تو ساری دنیا کی سرداری انہیں اس علم کی وجہ سے نصیب ہوگی، لیکن وہ اہلِ دنیا سے مال ودولت کے حصول کے لئے اپنے علم کو استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے دنیا والوں کی نظر میں ان کا مرتبہ گرجاتا ہے''۔[۱]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ''اگر حاملینِ علومِ نبوّت علم کے تقاضوں کو بجالائیں تو اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور نیک لوگوں کے محبوب بن جائیں اور لوگوں کے دلوں میں ان کی دھاک بیٹھ جائے، مگر (افسوس ہے کہ) یہ علماء اپنے علم سے دنیا طلب کرتے ہیں جس کی بنا پر نہ صرف اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناپسند قرار پاتے ہیں بلکہ لوگوں کی نظروں سے بھی گرجاتے ہیں''۔[۲]

ف: مشاہدہ بھی یہی ہے کہ عزت کے قابل وہی عالم سمجھا جاتا ہے جو اپنے علمی وقار کی حفاظت کرے اور اپنے دینی منصب کو مادّیت کے اثرات سے داغدار نہ ہونے دے۔

گناہ: موجبِ نسیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میرا خیال یہ ہے کہ گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے عالم کے ذہن سے علمی باتوں کو بھلا دیا جاتا ہے۔'' (یعنی گناہ علم کے بھول جانے کا

---

[۱] مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۵۹

[۲] مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۶۱

سبب بنتا ہے، اور تجربہ سے یہ بات بالکل مشاہد ہے)۔[۱]

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی علماء کو نصیحت

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ''اے حاملینِ علومِ نبوت! اپنے علم پر عمل کیا کرو، اس لئے کہ اصل میں عالم وہی ہے جو علم سیکھ کر اس پر عامل بھی ہو، اور عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اگر چہ عالم کہلائیں گے مگر علم ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا، ان کی ظاہری زندگی تنہائی کی زندگی کے خلاف ہوگی، اور ان کے علم اور عمل میں تضاد ہوگا، وہ حلقے لگا کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کیا کریں گے (کہ کس سے کتنے لوگ وابستہ ہیں) حتّٰی کہ ان میں سے کوئی شخص اپنے ساتھ بیٹھنے والے پر اس وجہ سے بھی ناراض ہوجایا کرے گا کہ اس نے اس کی مجلس چھوڑ کر دوسرے کی مجالست کیوں اختیار کی؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال بارگاہِ خداوندی میں باریاب نہ ہو پائیں گے''۔[۲]

ف: اس ارشادِ عالی کا حاصل یہ ہے کہ علماء کو اپنا حلقہ بڑھانے کی فکر کرنے کے بجائے زیادہ توجہ اپنے عمل کی درستگی اور رضائے خداوندی کی طرف لگانی چاہئے۔

عمل کے بغیر وعظ مؤثر نہیں

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر عالم اپنی نصیحت پر عامل نہ ہو تو اس کی نصیحت لوگوں کے دلوں سے ایسے گذر جاتی ہے جیسے چکنے پتھر سے بارش کے قطرات پھسل جاتے ہیں (یعنی عمل کے بغیر وعظ میں اثر پیدا نہیں ہوتا)۔[۳]

---

[۱] مختصر جامع بیان العلم، ص: ۱۶۸

[۲] مختصر جامع بیان العلم، ص: ۱۷۴

[۳] مختصر جامع بیان العلم، ص: ۱۷۶

از دل خیزد، بر دل ریزد

حضرت سوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دلوں کی گہرائی سے نکلنے والی بات دلوں پر دستک دیتی ہے جب کہ محض زبان سے نکلی ہوئی بات دلوں کے اوپر ہی سے گذر جاتی ہے۔[۱]

عالم کے لئے عمل لازم ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم میں لوگوں پر فوقیت رکھتا ہے وہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ عمل میں بھی وہ سب سے ممتاز ہو۔[۲]

دنیادار عالم سے اُمت کو نفع نہیں ہوتا

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ ''عالم اس اُمت کا طبیب (اور ڈاکٹر) ہوتا ہے اور اُمت کا مرض مال ہے، اگر خود عالم ہی (ناحق طور پر) مال کھینچنے میں لگ جائے تو وہ خود دوسروں کا علاج کیسے کر سکے گا؟''۔[۳]

عارف باللہ شخص کی طرف دل کھنچے چلے جاتے ہیں

حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت میں جتنا بڑھتا جاتا ہے اتنا ہی لوگ اس کے قریب ہوتے جاتے ہیں''۔[۴]

ف: ایسے اصحابِ معرفت حضرات کا فیض چاردانگِ عالَم میں پھیل جاتا ہے، اور بے اختیار لوگوں کا رجوع ان کی طرف ہونے لگتا ہے۔

---

[۱] مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۷۶

[۲] مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۷۸

[۳] مختصر جامع بیان العلم، ص:۱۸۰

[۴] مختصر جامع بیان العلم، ص:۲۱۴

فتوی میں جلد بازی کم علمی کی دلیل ہے

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ فتوی دینے میں سب سے زیادہ جسارت وہ شخص کرتا ہے جو لوگوں میں سب سے کم علم ہوتا ہے، اور فتوی میں سب سے زیادہ احتیاط وہ شخص کرتا ہے جو علماء کے اختلاف سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔[1]

ہر مسئلہ کا جواب دینے میں نہ پڑیں

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: "آدمی سے علم زائل ہونے کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہر پوچھی گئی بات پر رائے زنی اور گفتگو کرنے کی کوشش کرتا ہو"۔[2]

حضرت عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے تو ایک شخص نے آپ کے پاس آکر عرض کیا کہ میں چھ مہینے کی مسافت سے سفر کر کے ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور مجھے میری بستی والوں نے باصرار آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو پوچھنا ہے پوچھو، چنانچہ اس شخص نے اپنا مسئلہ پیش کیا، تو اسے سن کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بے تکلف جواب دیا کہ "اس مسئلہ کا جواب مجھے نہیں آتا۔" امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس مسئلہ کی لاعلمی کے اظہار پر وہ شخص ہکا بکا اور حیرت زدہ رہ گیا، کیوں کہ وہ تو یہ سمجھ کر آیا تھا کہ یہاں تو ہر بات کا علم دستیاب ہے، پھر اس شخص نے اپنے حواس بجا کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت! جب میں اپنی بستی میں پہنچوں تو ان سے کیا کہوں؟ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جا کر کہہ دینا کہ امام مالک کو یہ مسئلہ اچھی طرح معلوم نہیں ہے۔[3]

---

[1] مختصر جامع بیان العلم، ص: ۲۱۶

[2] مختصر جامع بیان العلم، ص: ۱۷۹

[3] مختصر جامع بیان العلم، ص: ۲۲۳

مسلسل مطالعہ سے حافظہ تیز ہوتا ہے

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ قوتِ حافظہ تیز ہونے کے لئے کیا تدبیر اپنائی جائے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ''کتابوں کا مطالعہ مسلسل جاری رکھا جائے (اسی سے حافظہ مضبوط ہوگا)''۔[١]

ف: لہٰذا جو عالم اپنا علم محفوظ رکھنا چاہتا ہے اسے مطالعہ ومذاکرہ کا اہتمام رکھنا چاہیئے۔ اس کے بغیر اس کا علم محفوظ نہیں رہ سکتا، اور نہ ہی علمی باتیں اس کے دماغ میں مستحضر رہ سکتی ہیں، اگر مطالعۂ کتب چھوٹ جائے تو دماغ میں محفوظ علوم بھی رفتہ رفتہ رخصت ہوجاتے ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

---

[١] مختصر جامع بیان العلم، ص: ٣٩٨

سب سے بڑی سعادت

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستقل کتابیں تالیف کم کی ہیں لیکن بزرگانِ سلف کی کتابوں کی تحقیق وتخریج اور تعلیق پر زیادہ کام کیا ہے، اور ایک دن اس کی وجہ خود یہ بیان فرمائی کہ ہم لوگوں کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے، ہمارے لئے سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ سلف کے کسی بزرگ کے دامن سے وابستہ ہوجائیں، لہٰذا کسی بڑے کی کتاب کی خدمت میں عافیت بھی ہے اور برکت بھی۔ (نقوشِ رفتگاں، ص: ٣٩٣)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

طالبِ علموں کو وصیت کرتا ہوں کہ نرے درس و تدریس پر مغرور نہ ہوں، اس کا کارآمد ہونا موقوف ہے اہل اللہ کی خدمت، صحبت و نظرِ عنایت پر، اس کا التزام رکھیں۔

بڑوں کی نگرانی

جب کار چلتی ہے تو ڈرائیور کا پاؤں اس کے بریک پر ہوتا ہے اور اس کا ہینڈل (steering) اس کے ہاتھوں میں ہوتا ہے، پھر کار ٹھیک ٹھیک چلتی ہے اور ٹکر نہیں ہوتی۔

اسی طرح جب مرید کی گردن پر شیخ کا پاؤں ہوتا ہے اور اس کا ہینڈل اس کے ہاتھوں میں ہوتا ہے (یعنی مرید شیخ کے مشورے سے اس کی نگرانی میں چلتا ہے) تو وہ مرید بھی ٹھیک ٹھیک چلتا ہے، اگر کار پر ڈرائیور نہ ہو تو سیدھے راستے پر چلے گی مگر جہاں چوراہا آئے گا وہاں ٹکر کھائے گی۔

اسی طرح جتنے گمراہ فرقے پیدا ہوئے ہیں ان کے بانی سب اہلِ علم ہیں، لیکن سب کے سب بدونِ شیخ اور رہبر رہنے والے ہیں، پس شروع شروع میں تو ٹھیک چلتے ہیں لیکن جب موڑ یا چوراہا آتا ہے وہ بھٹک جاتے ہیں، عجب و کبر میں مبتلا ہوتے ہیں، کسی کے سنتے بھی نہیں ہیں۔

(ملفوظ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

علماء اور طلباء کو
ایک مختصر، مگر اہم پیغام

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

بمقام اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے

بتاریخ ۴ شعبان ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۵ جون ۲۰۱۲ء

علماء اور طلباء کو ایک مختصر، مگر اہم پیغام

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

کسی طویل بیان کا تو موقع نہیں ہے، لیکن دین کی بات کسی طویل بیان کا محتاج نہیں ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اخلاص عطا فرمائیں تو تھوڑی سی بات بھی کارآمد ہے، اور اللہ بچائے، وہ حاصل نہ ہو تو پھر لمبی چوڑی تقریریں بھی بیکار ہیں۔

اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا چاہتا ہوں

میں اپنے طالبِ علم ساتھیوں کو ایک بات پر آج کل زور دینے کا ایک جذبہ اپنے اندر محسوس کرتا ہوں، اور اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا اور پہنچانا چاہتا ہوں، خاص طور سے اپنی طالبِ علم برادری میں، وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں ایسے اکابر سے وابستہ فرمایا ہے کہ جن کو ہم صحیح معنی میں کہہ سکتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ''مَا أَنَا عَلَیْہِ وَأَصْحَابِیْ'' کا وہ اس دور میں نمونہ تھے، اور اس کی وجہ سے دین کی جو فہم اور دین کے اوپر عمل کرنے کا طریقہ جو ان حضراتِ اکابر نے پیش کیا وہ درحقیقت ہمارے لئے ایک بہت بڑا سرمایہ ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے ہمیں ان سے وابستہ فرمادیا، ہم ان کے نام لیوا ہیں۔

ہمارے اکابر کے مزاج اور مذاق کو اپنے اندر جذب کرنے کی ضرورت ہے

لیکن ایک بہت بڑی کمی اور کمزوری اپنے حلقوں میں مجھے یہ نظر آرہی ہے کہ ان اکابر کے حالات سے، ان کے مزاج سے، ان کی سیرتوں سے واقفیت بہت ہی کم ہوتی جارہی ہے،

ہم اپنے درسِ نظامی کو پڑھتے ہیں، اس کو یاد کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں، سب ہی کچھ کرتے ہیں، لیکن اس درسِ نظامی کا محض علم حاصل کرلینا کافی نہیں ہے، بلکہ وہ خاص مزاج اور مذاق جو ہمارے اکابر، علماءِ دیوبند، علماءِ سہارنپور کا تھا اس کو اپنے اندر جذب کرنے کی ضرورت ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مسلکِ علماء دیوبند کی جو تصویر ہمارے عمل سے سامنے آتی ہے وہ درحقیقت پوری صحیح تصویر نہیں ہے۔

ان اکابر کی تعلیمات میں بڑی تاثیر اور بڑا نور ہے

ان حضرات کی سیرتوں میں، ان کے ملفوظات میں، ان کی تعلیمات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑی تاثیر اور بڑا نور رکھا ہے لیکن میں اپنی طالبِ علم برادری میں جب جاتا ہوں اور کبھی طلبہ سے، اساتذہ سے بات کرنے کی نوبت آتی ہے تو بہت سوں کو مثلاً حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے واقفیت نہیں، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے واقفیت نہیں۔ کسی جگہ میں نے پوچھا کہ بھائی! جانتے ہو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟ تو ایک صاحب نے جواب دیا کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے، اب اتنا بھی پتا نہیں۔

بزرگانِ دیوبند کے حالات، مقالات اور ملفوظات سے دامن جوڑے رکھو

تو ان حضرات کی زندگیوں اور ان کی سیرتوں اور ان کے حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے ہم کچھ اور سمجھ بیٹھے ہوئے ہیں، اور وہ جو خاص ذوق اور مزاج حاصل ہونا چاہئے تھا اس کو حاصل کرنے میں کمی ہو رہی ہے، تو یہ جذبہ کچھ دل میں پیدا ہوتا ہے کہ اپنے ساتھیوں سے اس بات پر زور دوں کہ بھائی! جو کچھ پڑھتے ہو وہ تو پڑھو، اللہ تعالیٰ اس کے اندر قوت کے ساتھ استعداد عطا فرمائیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے بزرگوں کے حالات، مقالات،

ملفوظات سے بھی اپنے دامن جوڑے رکھو۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، ان حضرات کے حالات، ملفوظات کو اپنا وظیفۂ حیات بنائیں، ان کے مواعظ کو، ان کے ملفوظات کو، ان کی سیرتوں کو۔

علم کے نور کے حصول اور زمانے کے فتنوں سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ

میں آپ سے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان حضرات کی صرف سوانح کو پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت عظیم نفع ہوگا، اس کو اپنا وظیفۂ حیات بنائیں اور معمولات میں داخل فرمائیں۔ ان کتابوں میں سے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بیتی ہے، ایک بہت بڑا ذخیرہ اس کے اندر جمع فرمادیا ہے، کہنے کو تو آپ بیتی ہے، لیکن حقیقت میں وہ بزرگوں کا تذکرہ ہے۔

بس، اپنے بھائیوں سے اور اپنے ساتھیوں سے یہ مختصر التماس کرنا چاہتا ہوں، کہ آپ حضرات ان بزرگوں سے وابستگی کو اپنے لئے بہت بڑی نعمت سمجھیں، اور اس کی قدر اس طرح کریں کہ ان کی سیرتوں اور ان کے ملفوظات، مقالات سے اپنے آپ کو ہمیشہ وابستہ رکھیں، تو ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی وجہ سے علم کا نور بھی عطا فرمائیں گے اور زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہنے کا یہ بہترین ذریعہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

ماٰخذومراجع

شمار	کتاب	مصنف/مرتب	ناشر
۱	تفسير القرآن العظيم	الإمام ابن كثير	دار ابن الجوزى، رياض
۲	سنن الدارمى	الإمام عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي	قدیمی کتب خانہ،کراچی
۳	كنز العمّال	العلّامة على المتقى الهندى	دار الكتب العلمية، بيروت
۴	فتح البارى	العلّامة ابن حجر العسقلانى	دار السلام، رياض
۵	التمهيد لما فى المؤطا من المعانى والأسانيد	الإمام ابن عبد البر القرطبى	دار الكتب العلمية، بيروت
۶	مرقاة المفاتيح	ملّا على القارى	دار الكتب العلمية، بيروت
۷	تاريخ بغداد	الحافظ أبو بكر أحمد بن على الخطيب البغدادى	مكتبة الخانجى، القاهرة
۸	صفة الصفوة	الإمام أبو الفرج عبد الرحمن بن الجوزى	دار الحديث، القاهرة
۹	الخيرات الحسان	العلّامة ابن حجر العسقلانى	ایچ۔ایم۔کمپنی،کراچی
۱۰	صفحات من صبر العلماء	الشيخ عبدالفتاح أبو غدّة	مطبوعات الاسلامية
۱۱	قيمة الزمن عند العلماء	الشيخ عبدالفتاح أبو غدّة	المكتبة الغفورية العاصميّة،کراچی
۱۲	حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جہلمی	مکتبہ ربیعہ،کراچی
۱۳	تاریخ دعوت وعزیمت	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	مجلسِ نشریاتِ اسلام،کراچی
۱۴	تذکرۃ الخلیل	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی صاحب	مکتبۃ الشیخ،کراچی
۱۵	سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی صاحب	سیّد محمّد ثانی حسنی	معھد الخلیل الاسلامی،کراچی
۱۶	بیس بڑے مسلمان	عبدالرّشید ارشد	مکتبہ رشیدیہ،لاہور

۱۷	بیّنات، اشاعتِ خاص، بیادِ محدّث العصر، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری	بیّنات	بیّنات، کراچی
۱۸	اکابر کا مقامِ تواضع	مولانا محمد (صادق آبادی) صاحب	ادارہ اسلامیات، کراچی
۱۹	مجالسِ حکیم الامت	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب	دار الاشاعت، کراچی
۲۰	مجالسِ مفتئ اعظم	حضرت مفتی عبد الرؤف سکّھروی صاحب	کتب خانہ نعیمیہ، دیو بند
۲۱	اصلاحی خطبات	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب	میمن پبلشرز، کراچی
۲۲	اصلاحی تقریریں	حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب	بیت العلوم، لاہور
۲۳	ملفوظات و واقعات حضرت مفتی محمد شفیع صاحب	حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب	ادارۃ المعارف، کراچی
۲۴	یادگار باتیں	محمد اسحٰق ملتانی	ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان

انگریزی مطبوعات

English Publications

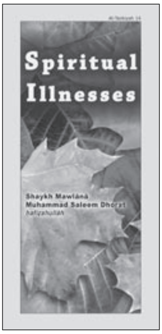

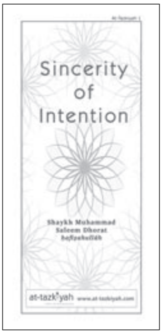

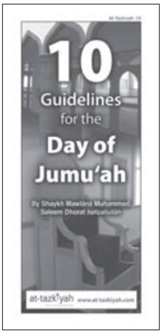

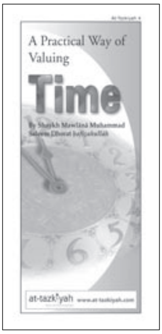

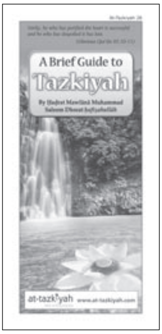

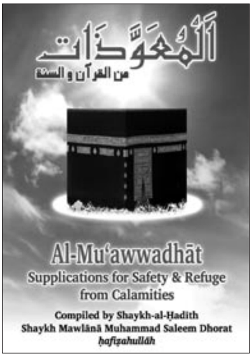
اَلْمُعَوَّذَات
من القرآن والسنة
Al-Mu'awwadhāt
Supplications for Safety & Refuge from Calamities
Compiled by Shaykh-al-Ḥadith
Shaykh Mawlānā Muhammad Saleem Dhorat
ḥafiẓahullāh

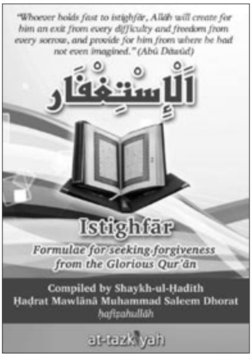
"Whoever holds fast to istighfār, Allāh will create for him an exit from every difficulty and freedom from every sorrow, and provide for him from where he had not even imagined." (Abū Dāwūd)
اَلْإِسْتِغْفَار
Istighfār
Formulae for seeking forgiveness from the Glorious Qur'ān
Compiled by Shaykh-ul-Ḥadith
Ḥaḍrat Mawlānā Muhammad Saleem Dhorat
ḥafiẓahullāh
at-tazkiyah

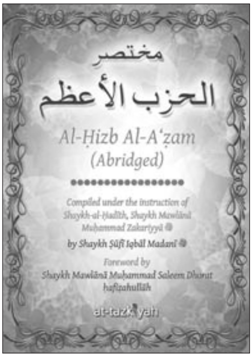
مختصر
الحزب الأعظم
Al-Ḥizb Al-A'ẓam
(Abridged)
Compiled under the instruction of Shaykh-al-Ḥadīth, Shaykh Mawlānā Muḥammad Zakariyyā
by Shaykh Ṣūfī Iqbāl Madanī
Foreword by
Shaykh Mawlānā Muḥammad Saleem Dhorat
ḥafiẓahullāh
at-tazkiyah

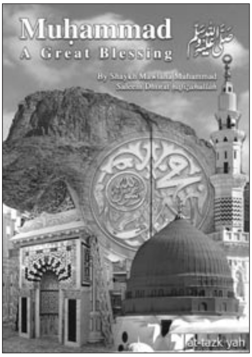
Muḥammad
A Great Blessing
By Shaykh Mawlānā Muhammad Saleem Dhorat ḥafiẓahullāh
at-tazkiyah

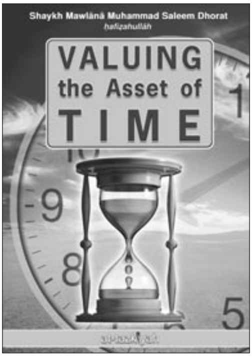
Shaykh Mawlānā Muhammad Saleem Dhorat
ḥafiẓahullāh
VALUING the Asset of TIME
at-tazkiyah

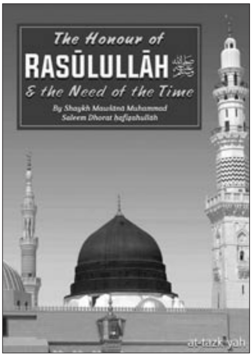
The Honour of
RASŪLULLĀH
& the Need of the Time
By Shaykh Mawlānā Muhammad Saleem Dhorat ḥafiẓahullāh
at-tazkiyah

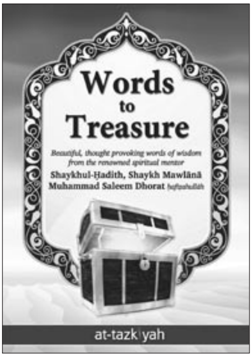
Words to Treasure
Beautiful, thought provoking words of wisdom from the renowned spiritual mentor
Shaykhul-Ḥadīth, Shaykh Mawlānā Muhammad Saleem Dhorat ḥafiẓahullāh
at-tazkiyah

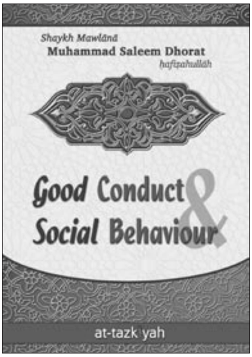
Shaykh Mawlānā
Muhammad Saleem Dhorat
ḥafiẓahullāh
Good Conduct & Social Behaviour
at-tazkiyah

Shaykh Mawlānā Muhammad
Saleem Dhorat ḥafiẓahullāh
TIME 2 CHANGE
at-tazkiyah

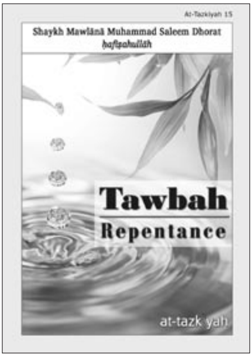
At-Tazkiyah 15
Shaykh Mawlānā Muhammad Saleem Dhorat
ḥafiẓahullāh
Tawbah
Repentance
at-tazkiyah

Shaykh Mawlānā Muhammad
Saleem Dhorat ḥafiẓahullāh
Making the Most of your
Opportunities
3 important points
for anyone intending to visit the Haramayn or spend time in i'tikāf, da'wah or with one's shaykh

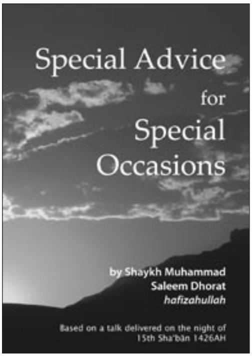
Special Advice for Special Occasions
by Shaykh Muhammad Saleem Dhorat
ḥafiẓahullah
Based on a talk delivered on the night of 15th Sha'bān 1426AH

اردو مواعظ

حضرت اقدس مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

متاعِ وقت کی قدر	عورت کا اصلی کمال (زیر طبع)
طالبِ علم کے مقاصد	قرآن: ایک عظیم الشان معجزہ (زیر طبع)
آدابِ حدیث	حقیقی شکر (زیر طبع)
مہمانانِ رسول ﷺ کے والدین کی خدمت میں	اپنی پسندیدہ اپنے بھائی کے لئے (زیر طبع)
حسنِ ادب اور حسنِ معاشرت	حادثات سے بچنے کا راستہ (زیر طبع)
محمد ﷺ : ایک عظیم نعمت	زلزلہ کیوں؟ (زیر طبع)
ناموسِ رسالت ﷺ اور وقت کی ضرورت	صالحین کے آخری لمحات (زیر طبع)
دین کے لئے علماء کی قربانیاں	نعمتِ اعتکاف کی قدر (زیر طبع)
اصلاح کا آسان نسخہ	دینی مدارس: دین کے قلعے (زیر طبع)
امتحان کے لئے اہم نصیحتیں	علماء کا آپس کا احترام (زیر طبع)
اللہ تعالیٰ کی محبت کا آسان نسخہ (زیر طبع)	بد نظری کے مہلک اثرات (زیر طبع)
علماءِ کرام کی عظمت (زیر طبع)	

at-tazkiyah

PO Box 8211 • Leicester • LE5 9AS • UK
e-mail: publications@at-tazkiyah.com

www.at-tazkiyah.com